:\Users\Rashid\Desktop\3
copy.jpg not found.

ہفتہ وار

نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 55/65 شمارہ نمبر 37 مورخہ ۳ر محرم الحرام ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۵ر ستمبر ۲۰۱۷ء روز سوموار

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل
■ یادوں کے چراغ، کتابوں کی دنیا
■ نفرت وعصبیت خطرناک ہے
■ لفظ جئے کی تحقیق......
■ اخبار جہاں
■ طب وصحت، ہفتۂ رفتہ
■ محرم الحرام؛ فضیلت واحکام

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

ناواقفیت

''حکومت نے سوچا تھا کہ اس حوالے سے ایک سوال نامہ تیار کرے تا کہ اتفاق رائے حاصل ہو سکے، لیکن حکومت ایسا کرنے سے باز رہی، کیوں کہ مسلم پرسنل لا بورڈ نے اس کی بڑی سختی سے مخالفت کی، یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ بورڈ کے ارکان میں کوئی خاتون شامل نہیں ہے۔ (انقلاب ۳۱ر اگست ۲۰۱۷)

یہ خاص مضمون کے مندرجات کا تھوڑا حصہ ہے، جو مشہور صحافی کلدیپ نیر نے ''تین طلاقوں پر سپریم کورٹ کا فیصلہ'' کے عنوان سے لکھا ہے اور جسے ''انقلاب'' نے اپنے اداریہ والے صفحہ پر خصوصی انداز میں شائع کیا ہے، کلدیپ نیر کو میں بچپن سے پڑھتا رہا ہوں، ان کے بارے میں میری سوچ یہ تھی کہ اچھے تجزیہ نگار ہیں، بات کہنے کا سلیقہ انہیں آتا ہے اور مطالعہ میں گہرائی اور گیرائی ہے، لیکن اس مضمون کی وجہ سے مجھے اپنی سوچ پر نظر ثانی کا خیال آنے لگا، اتنا پرانا صحافی اور اس قدر سطحی بات، سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کس نشہ کی حالت میں یہ سب لکھ گیے، ہوسکتا ہے انہوں نے کوئی نشہ نہ کیا ہو، بلکہ بڑھتی عمر کا سایہ ذہن ودماغ پر پڑ گیا ہو، یہ سایہ عقل وخرد سے آدمی کو بیگانہ کر دیتا ہے، خود قرآن کریم میں عمر کی اس منزل کا تذکرہ ہے جہاں جا کر آدمی علم کے بعد لا علمی کے مرحلہ کو پہونچ جاتا ہے، اسے قرآن کی زبان میں ''ارذل عمر'' کہتے ہیں، یا پھر انہوں نے اپنی معلومات پر پردہ ڈال لیا ہو، پردہ چہرے پر تو نقاب، حجاب، اسکاف وغیرہ سے ڈالا جاتا ہے، لیکن معلومات پر پردہ کپڑوں کا نہیں مال وزر کا ہوتا ہے، مفادات کا ہوتا ہے، یہ پردہ کپڑوں کے پردے سے زیادہ دبیز ہوتا ہے، اس پردہ کی وجہ سے جان کار، انجان اور عالم بے علم سا ہو جاتا ہے، ممکن ہے کلدیپ نیر صاحب کے ساتھ ایسا ہی کچھ ہوا ہو۔

لکھتے ہیں ''حکومت نے سوچا تھا'' جناب! سوچا نہیں، لاکمیشن سے سوال نامہ بنا کر جاری کروا دیا تھا، طویل سوال نامہ، جس میں طلاق ہی نہیں، یکساں سول کوڈ وغیرہ سے متعلق سوالات بھی تھے، اس سوالات کے جاری ہونے کے بعد مسلم پرسنل لا بورڈ نے تمام ملی تنظیموں کو ساتھ لے کر اعلان کر دیا تھا کہ ہم اس کا جواب نہیں دیں گے، اس کے بدلے میں مسلم پرسنل لا بورڈ نے تین نکات پر مشتمل اپنا فارم جاری کیا تھا، جو اسلامی قوانین پر اعتماد، یونی فارم سول کوڈ کی مخالفت اور مسلم پرسنل لا بورڈ کو مسلمانوں کا مشترکہ پلیٹ فارم قرار دینے پر مشتمل تھا، اس حوالہ سے دستخطی مہم چلائی گئی تھی، جس میں کئی کروڑ خواتین نے حصہ لیا تھا اور پورے ملک کی عورتوں نے حکومت کو باور کرا دیا تھا کہ وہ مسلم پرسنل لا سے دستبردار ہونے کو کسی قیمت پر تیار نہیں ہیں، بعد میں اسے مسلم پرسنل لا بورڈ نے سی ڈی کی شکل میں لاکمیشن، خواتین کمیشن کے حوالہ کر دیا تھا، حکومت نے اتنی بڑی مہم کا کوئی اثر نہیں لیا اور چند سر پھری عورتوں کی مذہب بیزاری کی حمایت میں خود فریق بن گئی، خود بھی حلف نامہ داخل کیا، لال قلعہ کی فصیل سے وزیر اعظم نے اعلان کیا جس کے نتیجہ میں تین طلاق سے متعلق فیصلہ آیا، کلدیپ نیر صاحب کہتے ہیں کہ حکومت ایسا کرنے سے باز رہی، جناب! باز نہیں رہی، اس نے اپنی ساری طاقت وتوانائی جھونک دی، ذرائع ابلاغ اور میڈیا والے ان کی ہاں میں ہاں ملاتے رہے، اور ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ ہندوستان میں اس وقت اس سے بڑا کوئی مسئلہ ہے ہی نہیں، واقعہ یہ تھا کہ حکومت کی جانب سے بڑے ملکی مسائل سے توجہ ہٹانے کے لیے یہ سب ڈرامہ رچا گیا تھا، حکومت کو اس فیصلے میں منہہ کی کھانی پڑی، کیوں کہ دفعہ ۲۵ میں عدالت نے مسلم پرسنل لا کو تسلیم کرتے ہوئے اس معاملہ میں دخل اندازی سے انکار کر دیا۔

کلدیپ نیر صاحب نے بڑے اہتمام سے لکھا ہے کہ ''یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ بورڈ کے ارکان میں کوئی خاتون شامل نہیں ہے،'' نیر صاحب کی ناواقفیت پر سر پیٹنے کو جی چاہتا ہے، انہیں اتنی سی بات نہیں معلوم کہ بورڈ کی تشکیل کے وقت سے ہی مسلم خواتین اس کے ارکان میں شامل ہیں اور اس وقت بورڈ میں خواتین ارکان کی تعداد تیس ہے، ان کی سرگرمیاں تیز ہیں اور وہ مسلم خواتین کے مسائل سے بورڈ کی میٹنگوں میں لوگوں کو واقف کراتی رہتی ہیں۔ (بقیہ صفحہ ۱۱ر پر)

کولنگ پیریڈ

سپریم کورٹ نے ایک اہم فیصلے میں کہا کہ عدالتیں حالات کو دیکھتے ہوئے ہندو میرج ایکٹ میں اتفاق رائے سے طلاق کے معاملہ میں چھ مہینے کا کولنگ پریڈ ختم کر سکتی ہیں۔ (دینک جاگرن ۱۳ر ستمبر ۲۰۱۷ء)

عدالت کے فیصلے کے مطابق ہندو کوئی مذہب نہیں ہے، یہ طریقۂ زندگی ہے، ''جیون شیلی'' ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ رسم ورواج جو قدیم زمانے سے چلے آرہے ہیں، وہی اس کی اساس وبنیاد ہیں، زندگی گذارنے کے لیے اس میں کوئی قانون نہیں ہے، جب کہ بغیر کسی قانون کے سماجی اور خاندانی زندگی گذارنا محال ہے، اسی ضرورت کے تحت پارلیامنٹ نے ہندو میرج ایکٹ پاس کیا اس کی دفعہ ۱۳بی (۲) میں بتایا گیا ہے کہ دونوں فریق کی جانب سے متفقہ طور پر طلاق کی درخواست داخل کرنے کے بعد معاملات میں پیشی کے بعد عدالت طلاق کی ڈگری دینے سے پہلے دونوں فریق میں صلح کی گنجائش کے لیے چھ مہینہ کا کولنگ پریڈ دے گی، کولنگ پریڈ کا مطلب گرم ماحول کو ٹھنڈا کرنے کی مدت ہے۔

کولنگ پریڈ کی حیثیت کیا ہے؟ اور کیا عدالت اس مدت کو ساقط کر سکتی ہے، اس مسئلہ پر عدالت عالیہ (ہائی کورٹ) اور عدالت عظمیٰ (سپریم کورٹ) کی رائے مختلف تھی، حالاں کہ سپریم کورٹ دستور کی دفعہ ۱۴۲ کا سہارا لے کر اپنے خصوصی اختیارات سے کئی معاملوں میں اسے پہلے بھی ختم کر چکا تھا، امر دیپ سنگھ کے موجودہ معاملہ میں جسٹس آدرش کمار گوئیل اور جسٹس یو یو للت کی بینچ نے متفقہ طور پر طلاق حاصل کرنے والی عرضی پر چھ مہینے کے کولنگ پریڈ کو ختم کرنے کا فیصلہ سنایا ہے، ان ججوں کی دلیل یہ ہے کہ دفعہ ۱۳بی (۲) میں کولنگ پریڈ دینا لازم نہیں، بلکہ یہ محض ہدایت ہے، عدالتیں مقدمات کے احوال اور حقائق کی روشنی میں اپنی قوت تمیزی کے ذریعہ اسے پورے طور پر ختم یا اس میں کٹوتی کر سکتی ہیں، جج صاحبان کا کہنا تھا کہ کولنگ پریڈ کا مقصد یہ ہے کہ لوگ جلد بازی میں طلاق کا فیصلہ نہ کریں، فریقین کو صلح کا موقع دینے کا مطلب قطعا یہ نہیں ہے کہ ہر حال میں شادی بنی رہے اور صلح نہ ہو سکنے کی صورت میں فریقین کی تکلیف میں اضافہ ہوتا رہے، عدالت نے اپنے فیصلہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ جہاں صلح کی کوئی گنجائش نہ بچی ہو اور دوسری طرف متبادل ازدواجی زندگی کا موقع ہو، وہاں عدالت فریقین کو بہتر متبادل حاصل کرنے کے راستے میں رکاوٹ نہیں بن سکتی اور چھ مہینے کے کولنگ پریڈ کو وہ اس بنیاد پر ختم کر سکتی ہے۔

اس پورے فیصلے کا جائزہ لیجئے تو معلوم ہوگا کہ ہندو میرج ایکٹ کے کولنگ پریڈ کو باقی رکھنے اور ختم کرنے کا حق جج صاحبان کو ہے، انہیں صرف یہ ملحوظ رکھنا ہے کہ صلح کی کوئی شکل باقی نہیں ہے، اور چھ ماہ کولنگ پریڈ میں گذارنے کے بعد بہتر ازدواجی زندگی کے مواقع ختم ہو جائیں گے، ان احوال وواقعات کو سامنے رکھ کر فوری طور پر طلاق کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے، انسان کے بنائے ہوئے قانون کی سب سے بڑی خرابی یہی ہے کہ اسے ثبات ودوام نہیں ہے اور چوں کہ انسانی اذہان مختلف ہوتے ہیں، اس لیے اسی قانون کا سہارا لے کر نچلی عدالت میں مقدمہ کوئی ہار جاتا ہے، اور عدالت عالیہ اور عظمیٰ میں جا کر مقدمہ جیت جاتا ہے، پھر زمانہ کی تبدیلی کے اثرات بھی جج صاحبان کی عقل وشعور پر پڑتے ہیں اور قانون کی تشریح اپنی اپنی سوچ کے مطابق کر لی جاتی ہے، کبھی کولنگ پریڈ کو طلاق کے لیے ضروری سمجھا جاتا تھا اب واقعات نے ثابت کر دیا کہ کولنگ پریڈ کی وجہ سے علاحدگی میں جو تاخیر ہوتی ہے، اس کی وجہ سے اچھا رشتہ جو اتفاق سے مل گیا تھا، انتظار میں جاتا رہتا ہے اور یہ نئی متبادل ازدواجی زندگی کے حصول میں بڑی رکاوٹ ہے، اس لیے ایسی حالت میں کولنگ پریڈ کے اختتام پر طلاق کو موقوف نہیں رکھنا چاہیے۔

اسلام نے جو کم سنی کی شادی کو درست اور ایک بار کی تین طلاق کو موثر مانا ہے، اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ ایک خاص عمر کی قید لگانے کی وجہ سے اچھا رشتہ ضائع ہو سکتا ہے، یہ بھی ممکن ہے کہ خانگی حالات ایسے ہیں کہ اگر فوری رشتہ نہ کیا گیا تو مضرات ومفاسد میں اضافہ ہوگا۔ (بقیہ صفحہ ۱۱ر پر)

بلا تبصرہ

''کسی بھی قتل کے تین گنہ گار ہوتے ہیں، ایک وہ جس کے ہاتھوں سے قتل ہوا، دوسرا وہ جو قتل کی سازش کرتا ہے اور تیسرا وہ جو قتل کا ماحول بناتا ہے، پہلے اور دوسرے گنہ گاروں کی شناخت کرنا محکمہ پولیس کا کام ہے، لیکن اگر تیسرے طرح کے گنہ گار کی پہچان ہم نہیں کریں گے تو ہم اپنا فرض نبھانے میں چوک جائیں گے ہم اس سوال پر چپ رہیں گے تو آگے اور قتل ہوتے رہیں گے اس پر وقت پر کنٹرول کرنے کی ضرورت ہے۔''

(ڈاکٹر ہیمنت کمار ہندوستان ۱۴ر ستمبر ۲۰۱۷)

بین السطور

توبہ

''انسان کبھی سوچتا ہے کہ اگر میں توبہ کروں تو کیا فائدہ؟ کیوں کہ پھر گناہ کر بیٹھوں گا، میں توبہ پر جم نہیں سکتا، اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی کہے کہ اگر میں نہاؤں گا پھر بھی پسینہ تو آئے گا، لہذا نہانے سے کیا فائدہ؟ تو ہر بندہ اس کو کہے گا کہ بے وقوف ابھی جو پسینہ ہے، بدبو ہے، ابھی تو نہا کے صاف ہو جا، اگر پھر پسینہ آگیا تو پھر نہا لینا، اسی طرح اس وقت جو گناہوں کا پسینہ ہمارے قلب ودماغ اور جسم پر آیا ہوا ہے، ہم توبہ کا غسل کر کے اس کو ختم کروالیں، اگر توبہ کے بعد بھی گناہ سرزد ہو گیا تو ہم پھر توبہ کر لیں گے، بار بار توبہ کرتے رہیں۔''

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقش بندی)

اللہ کی باتیں ---- رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

پریشانی وبے اطمینانی کا سبب:

﴿خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب بلائیں پھیل رہی ہیں؛ تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے بعض اعمال کا مزہ ان کو چکھادے؛ تاکہ وہ باز آجائیں، آپ فرمادیجئے کہ ملک میں چلو پھرو، پھر دیکھو کہ جو لوگ پہلے ہوگذرے ہیں، ان کا انجام آخر کیسا ہوا، ان میں اکثر مشرک ہی تھے﴾ (سورۂ روم)

مطلب: قرآن مجید کی ان آیات میں اللہ رب العزت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ بعثت کی تصویر کشی کرتے ہوئے فرمایا کہ اس وقت انسانوں کی بداعمالیوں اور بے اعتدالی کی وجہ سے دنیا خانہ جنگی، جنسی بحران، طبقاتی کش مکش اور معاشی بے چینی میں مبتلا تھی، شروفساد اور فتنہ وبگاڑ کی وجہ سے انسانیت وشرافت کی اعلیٰ اخلاقی قدریں مٹتی جارہی تھی، خاندانی جھگڑوں کی وجہ سے امن وامان معدوم ہوتا جارہا تھا، لوگ گھٹن محسوس کررہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دم توڑتی اور بھٹکتی ہوئی انسانیت کو عدل وانصاف اور حق وصداقت کا پیغام دیا اور گذشتہ قوموں کے انجام بد سے قبائل عرب کو عبرت حاصل کرنے کی ترغیب دی۔

آج بھی دنیا اسی صورتحال سے دوچار ہے، حد درجہ اخلاقی گراوٹ، معاشرتی بدنظمی اور نظام حکومت میں ہر جگہ ابتری وانتشار پایا جارہا ہے، دنیا امن وسکون سے محروم ہوتی جارہی ہے، گویا اس وقت ملک کی فضا دھوکہ دھڑی اور قتل وغارت گری کی وجہ سے مسموم ہوچکی ہے اور یہ ساری خرابیاں اس لیے پیدا ہورہی ہیں کہ لوگوں نے اپنے مقصد حیات کو فراموش کردیا، بدنیتی و بے دینی اور لا قانونیت کے جراثیم رگ وپے میں سرایت کرگئے ہیں، گاؤں گاؤں، قریہ قریہ اور شہر شہر کوئی ایسی جگہ خالی نہیں، جہاں بگاڑ اور فساد برپا نہ ہو، حتی کہ ہماری مسجدیں اور عبادت گاہیں بھی بحث ومباحثہ اور اختلافی مسائل کی آماجگاہ بن گئی ہیں، معمولی مسلکی اختلاف کی بناپر مسجدوں میں ہنگامے ہونے لگتے ہیں، افسوس یہ ہے کہ امت فروعی اختلاف میں پڑ کر اصول دین سے بھی محروم ہوتی جارہی ہے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ اضطراب وانتشار کی شکار ہوگئی؛ اسی لیے خداوند قدوس نے آیات مذکورہ میں گذشتہ قوموں اور ملتوں کی اخلاقی گراوٹ وپسماندگی کے اسباب ومحرکات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جب تک انسان اپنے اعمال وکردار اور طریقہ زندگی میں تبدیلی نہیں لائے گا، اس وقت تک وہ حقیقی اطمینان وسکون سے محروم رہے گا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی نازک حالات میں عبادت وریاضت اور رجوع الی اللہ کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ فتنہ وفساد کے زمانہ میں اللہ کی عبادت کرنا میری طرف ہجرت کرنے کے برابر ہے۔ دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی اندر دین کی صحیح فہم وفراست عطا کرے اور ان کو ہر طرح کے فتنہ وفساد سے حفاظت فرمائے اور مومن کامل بن کر زندگی گذارنے کی توفیق بخشے۔

انسان ناشکرا ہے:

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر انسان کو سونے کی ایک وادی مل جائے تو چاہے گا کہ دو وادیاں ہوجائیں، مٹی کے سوا کوئی چیز اس کے منہ کو بھر نہیں سکتی''۔ (بخاری شریف)

وضاحت: مذکورہ حدیث میں انسان کی ایک بنیادی کمزوری کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کو مختلف طرح کی نعمتوں اور آرائشوں سے نوازا، وہ ان نعمتوں پر شکر بجالانے کے بجائے حرص وطمع میں مبتلا ہوجاتے ہیں، اس میں مادہ پرستی پیدا ہوجاتی ہے اور مال ودولت کی مزید چاہت اور عیش وآرام کی بہتات میں سرگرداں رہتے ہیں، پھر وہ زندگی کی آخری منزل پر جاپہونچتا ہے اور اس کی ساری آرزوئیں خاک میں مل جاتی ہیں، جبکہ اللہ تعالیٰ اس سے ان نعمتوں کے بارے سوال کرے گا کہ جو نعمتیں عطا کیں، اس کا کتنا حق ادا کیا، چنانچہ ایک حدیث میں فرمایا گیا کہ قیامت کے روز بندے سے جس چیز کا سب سے پہلے حساب ہوگا، وہ تندرستی ہے، اس کو کہا جائے گا کہ کیا ہم نے تمہیں تندرستی نہیں دی تھی اور کیا ہم نے تمہیں ٹھنڈا پانی نہیں پلایا تھا، اس طرح دنیا کی ہر لذت کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی، جس نے ایمان واطاعت کے ساتھ ان نعمتوں کا حق ادا کیا، شکران نعمت کرتے رہے، وہ بامراد ہوں گے اور جنہوں نے کفران نعمت کی، وہ موجب سزا ہوں گے؛ اس لیے جو لوگ مال ودولت پر اپنی برتری میں مست رہتے ہیں اور زیادہ کے لیے بھاگ دوڑ کرتے رہتے ہیں، انہیں مال ودولت کے صحیح مصرف پر خرچ کرنے کی فکر ہونی چاہئے اور اللہ کی رضا وخوشنودی کا طلب گار رہنا چاہئے؛ کیوں کہ وہ مال اس کے پاس ایک امانت ہے، جس میں محتاجوں اور پریشان حال بندوں کا حق وابستہ ہے، ایک حدیث میں فرمایا گیا کہ آدمی کہتا ہے: میرا مال، میرا مال، حالانکہ اس میں تیرا حصہ تو اتنا ہی ہے جس کو تو نے کھا کر فنا کردیا، یا پہن کر بوسیدہ کردیا، یا صدقہ کرکے اپنے آگے بھیج دیا اور اس کے سوا جو کچھ ہے، وہ تیرے ہاتھ سے جانے والا ہے تو اس کو لوگوں کے لیے چھوڑنے والا ہے؛ اس لیے ہر مومن بندہ کو آخرت کی فکر اور روز محشر کے باز پرس کو یاد رکھنا چاہئے اور شرعی حدود میں رہتے ہوئے زندگی بسر کرنی چاہئے، اللہ تعالیٰ نے سورہ تکاثر میں انہیں باتوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ''دنیوی سامان پر فخر کرنا تم کو آخرت سے غافل کئے رکھتا ہے، یہاں تک کہ تم قبرستان میں پہونچ جاتے ہو؛ یعنی مرجاتے ہو، یہ دنیوی سامان نہ قابل فخر ہے اور نہ آخرت قابل غفلت، تم کو بہت جلد قبر میں جاتے ہی معلوم ہوجائے گا اور تم اس کو یقین کی آنکھوں سے دیکھوگے، پھر اس دن تم سے ساری نعمتوں کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی''۔ معلوم ہوا کہ اس دن رونا اور گڑگڑانا کچھ کام نہ آئے گا، ابھی وقت ہے کہ غفلت کے پردہ کو چاک کیا جائے اور اصلاح حال کی کوشش کو تیز کیا جائے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

محرم میں شہادت نامہ پڑھنا:

ماہ محرم میں عاشورہ کے موقع پر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت سے متعلق واقعہ، جو نظم کی شکل میں ہے، جس کو شہاددت نامہ کہا جاتا ہے، اسکو پڑھنا کیسا ہے؟ عام طور پر اس می شہادت نامہ میں روایات باطلہ، موضوع اور من گھڑت باتیں ہوتی ہیں۔

الجواب و باللّٰہ التوفیق

مذکورہ شہادت نامہ پڑھنا صحیح نہیں ہے۔ ملاحظہ ہو مولانا احمد رضا خان بریلوی کا فتویٰ:

''شہادت نامے، نظم یا نثر جو آج کل عوام میں رائج ہیں، اکثر روایات باطلہ وبے سروپا سے مملو اور اکاذیب موضوعہ پر مشتمل ہیں، ایسے بیان کا پڑھنا، سننا، وہ شہادت نامہ ہو، خواہ کچھ اور، مجلس میلاد میں ہو، خواہ کہیں اور، مطلقاً حرام و ناجائز ہے۔ خصوصاً جب کہ وہ بیان ایسے خرافات کو متضمن ہو، جس سے عوام کے عقائد میں زلل آئے کہ پھر تو اور بھی زیادہ زہر قاتل ہے۔ ایسے ہی وجوہ پر نظر فرما کہ امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ وغیرہ ائمہ کرام نے حکم فرمایا کہ شہادت نامہ پڑھنا حرام ہے۔۔۔ یوں ہی جبکہ اس سے مقصود غم پروری وتصنع حزن ہو تو یہ نیت بھی شرعاً نامحمود ہے، شرع مطہر نے غم میں صبر وتسلیم اور غم موجود کو حتی المقدور دل سے دور کرنے کا حکم دیا ہے، نہ کہ غم معدوم بتکلف و زور لانا، نہ کہ بہ تصنع وزور بنانا، نہ کہ اسے باعث قربت وثواب ٹھہرانا، یہ سب بدعات شنیعۂ روافض ہیں، جن سے سنی کو احتراز لازم ہے۔۔۔ عوام مجلس خواں اگرچہ بالفرض صرف روایات صحیحہ بروجہ صحیح پڑھیں بھی تاہم جو ان کے حال سے آگاہ ہے، خوب جانتا ہے کہ ذکر شہادت شریف پڑھنے سے ان کا مطلب ہی بتصنع رونا، بہ تکلف رولانا اور اس رونے رولانے سے رنگ جمانا ہے، اس کی شناعت میں کیا شبہ ہے۔'' (فتاویٰ رضویہ ۹/۶۲ کتاب الحظر والاباحۃ)

قوالی کا شرعی حکم:

بعض جگہوں پر محرم کے موقع پر قوالی ہوتی ہے، جس میں قوال اور قوالہ دونوں کی شرکت ہوتی ہے، ڈھول اور سارنگی کے بیچ دونوں کلام پیش کرتے ہیں، مردوں اور عورتوں کا ہجوم ہوتا ہے، حمد ونعت سے کلام کا آغاز ہوتا ہے اور بے حیائی وبے شرمی کی باتوں پر اس کا اختتام، اس طرح قوالی کرنا اور ایسی مجلسوں میں شریک ہونا درست ہے یا نہیں؟

الجواب و باللّٰہ التوفیق

مروجہ قوالی خواہ محرم کے موقع پر ہو یا کسی اور موقع پر، بہت ساری بے حیائی، فواحش اور منکرات کا مجموعہ ہے، خاص کر وہ قوالی، جس میں قوال کے ساتھ قوالہ بھی ہو، جو اپنی ٹیم کے ساتھ سج سنور کر رونق اسٹیج ہوتی ہے، اپنی شوخ اداؤں، شیریں اور مترنم آوازوں کے ذریعہ حاضرین وسامعین کو لبھانے کی ہر ممکن کوشش کرتی ہے، جس کی شروعات تو حمد ونعت سے ہوتی ہے، لیکن اس کے بعد گالیوں کی بوچھار، انتہائی غیر سنجیدہ اور غیر مہذب کلام، رقص وڈانس، بے حیائی وبے شرمی کا مظاہرہ، مزید برآں ڈھول، باجا، سارنگی، بھلا شریعت مطہرہ ایسی واہیات وخرافات کی اجازت کیوں کردے سکتی ہے؟ کتاب وسنت، صحابہ وتابعین، تبع تابعین، سلف صالحین اور ائمہ مجتہدین سے قوالی، ڈھول، تاشہ اور سارنگی بجانے اور سننے کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اور نہ ہی کسی نے ان امور کو جائز قرار دیا ہے۔

"اما الغناء المعتاد الذی یحرك الساکن و یهیج الکامن الذی فیه وصف محاسن الصبیان و النساء و نحوها من الامور المحرمة فلا یختلف فی تحریمه" (تنقیح الفتاویٰ الحامدیة/۳۹۵، کتاب الحظر والاباحة)

یہ سارے امور بدعت، ناجائز اور حرام ہیں، ایسی مجلسوں میں شرکت کسی طرح بھی جائز نہیں ہے۔

"و ما یفعله متصوفة زماننا حرام، لا یجوز القصدو الجلوس الیه و من قبلم لم یفعله کذٰلك" (الدر المنتقیٰ فی شرح الملتقیٰ المعروف بسکب الانهر علی هامش مجمع الانهر ۴/۳۱۹)

خصوصاً عورتیں، جن کو نماز جیسی اہم عبادت کے لیے مسجد جیسی مقدس اور پاکیزہ جگہ میں جانے کے بجائے گھر کے گوشے میں عبادت کو افضل ومستحسن قرار دیا گیا، تاکہ کسی طرح کا فتنہ نہ ہو، اور ایسی مجلسیں، جن میں اوباشوں کا مجمع ہوتا ہے، بے حیائی وبے شرمی کا مظاہرہ ہوتا ہے، عزت وآبرو کے سلسلہ میں فتنہ کا قوی اندیشہ رہتا ہے، ان میں شرکت وشمولیت کی اجازت قطعاً نہیں ہوسکتی۔ بریلوی مکتبۂ فکر کے پیشوا مولانا احمد رضا خان بریلوی کا فتویٰ عرس کی ایسی قوالی، جس میں ڈھول اور سارنگی ہو، کے سلسلہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ ''ایسی قوالی حرام ہے، حاضرین سب گنہگار ہیں، اور ان سب کا گناہ ایسا عرس کرنے والوں اور قوالوں پر ہے، اور قوالوں کا بھی گناہ اس عرس کرنے والے پر بغیر اس کے کہ عرس کرنے والے کے ماتھے قوالوں کا گناہ جانے سے قوالوں پر سے گناہ کی کچھ کمی آئے، یا اس کے قوالوں کے ذمہ حاضرین کا وبال پڑنے سے حاضرین کے گناہ میں کچھ تخفیف ہو، نہیں بلکہ حاضرین میں ہر ایک اپنا پورا گناہ اور قوالوں پر اپنا گناہ الگ اور سب حاضرین کے برابر جدا اور سب حاضرین کے برابر علاحدہ، وجہ یہ ہے کہ حاضرین کو عرس کرنے والے نے بلایا، یا ان کے لیے اس گناہ کا سامان پھیلایا اور قوالوں نے انہیں سنایا، اگر وہ سامان نہ کرتا، یہ ڈھول سارنگی نہ سناتے تو حاضرین اس گناہ میں کیوں پڑتے۔ اس لیے ان سب کا گناہ ان دونوں پر ہوا، پھر قوالوں کے اس گناہ کا باعث وہ عرس کرنے والا ہوا، وہ نہ کرتا، نہ بلاتا تو یہ کیوں کر آتے، بجاتے، لہٰذا قوالوں کا بھی گناہ اس بلانے والے پر ہوا۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، جو کسی امر ہدایت کی طرف بلائے، جتنے اس کا اتباع کریں، ان سب کے برابر ثواب پائے اور اس سے ان کے ثوابوں میں کچھ کمی نہ آئے۔ اور جو کسی امر ضلالت کی طرف بلائے، جتنے اس کے بلانے پر چلیں ان سب کے برابر اس پر گناہ ہو اور اس سے ان کے گناہوں میں کچھ تخفیف نہ ہو۔ فقط (رواہ الائمۃ احمد ومسلم والاربعۃ عن ابی ہریرہ، فتاویٰ رضویہ ۹/۱۹۹)

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار
نقیب
پھلواری شریف پٹنہ

پھلواری شریف

مورخہ ۳/محرم الحرام ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۵/ستمبر ۲۰۱۷ء روز سوموار

خوش آمدید

دیکھتے دیکھتے ۱۴۳۸ھ گذر گیا اور ہم ۱۴۳۹ھ میں داخل ہوگیے، یعنی سال گذر گیا اور نئے سال کے سورج نے ہماری زندگی کے مہہ وسال سے ایک سال کم کر دیا، ہم موت سے اور قریب ہوگیے، انسان بھی کتنا نادان ہے وہ بڑھتی عمر کا جشن مناتا ہے، مبارک باد پیش کرتا ہے، قبول کرتا ہے اور بھول جاتا ہے کہ ہماری عمر جس قدر بڑھتی ہے، موت اور قبر کی منزل قریب ہوتی رہتی ہے اور بالآخر وقت موعود آجاتا ہے اور آدمی قبر کی آغوش میں جاسوتا ہے۔ جو لوگ صاحب نظر ہیں اور جن کے ذہن میں فکر آخرت رچی بسی ہوئی ہے، وہ گذرے ہوئے سال سے سبق لیتے ہیں، اعمال کا محاسبہ کرتے ہیں، نئے سال کا استقبال تجدید عہد سے کرتے ہیں کہ آئندہ ہماری زندگی رب مانی گذرے گی، من مانی ہم نہیں کریں گے، اس عہد پر قائم رہ کر جو زندگی وہ گذارتے ہیں وہ رب کی خوشنودی کا سبب بنتا ہے اور اس کے نتیجے میں بندہ جنت کا مستحق ہوتا ہے۔

نئے سال کی آمد پر ہم لوگ نہ محاسبہ کرتے ہیں اور نہ ہی تجدید عہد، بلکہ ہم میں سے بیش تر کو تو یاد بھی نہیں رہتا کہ کب ہم نئے سال میں داخل ہوگیے، عیسوی کلینڈر سب کو یاد ہے، بچے بچے کی زبان پر ہے، انگریزی مہینے فر فر یاد ہیں، چھوٹے چھوٹے بچے سے جب چاہیے سن لیجئے؛ لیکن اسلامی ہجری سال، جو اسلام کی شوکت کا مظہر ہے، اس کا نہ سال ہمیں یاد رہتا ہے اور نہ مہینے، عورتوں نے اپنی ضرورتوں کے لئے کچھ یاد رکھا ہے، لیکن اصلی نام انہیں بھی یاد نہیں بھلا برفات، مدار، جھم الدین، بڑے پیر اور تر تیزی، شب رات، خالی، عید، بقرعید کے ناموں سے محرم صفر، ربیع الاول، ربیع الآخر، جمادی الاولیٰ، جمادی الآخر، رجب، شعبان، رمضان، شوال ذیقعدہ اور ذی الحجہ جو اسلامی مہینوں کے اصلی نام ہیں، ان کو کیا نسبت ہوسکتی ہے، ہماری نئی نسل اور بڑے بوڑھے کو عام طور پر یا تو یہ نام یاد نہیں ہیں اور اگر ہیں بھی تو ترتیب سے نہیں، اس لیے ہمیں اسلامی مہینوں کے نام ترتیب سے خود بھی یاد رکھنا چاہیے اور اپنے بچوں کو بھی یاد کرانا چاہیے، یاد رکھنے کی سب سے بہتر شکل یہ ہے کہ اپنے خطوط اور دوسری تحریروں میں اسلامی کلینڈر کا استعمال کیا جائے۔ پروگرام اور تقریبات کی تاریخوں میں بھی اس کا استعمال کیا جائے، کیونکہ بعض اکابر اسے شعار اسلام قرار دیتے ہیں اور شعار کے تحفظ کے لیے اقدام دوسری عبادتوں کی طرح ایک عبادت ہے۔

ہجری سال کی تعیین سے پہلے، سال کی پہچان کسی بڑے واقعے سے کی جاتی تھی۔ جیسے قبل مسیح، عام الفیل، عام ولادت نبوی وغیرہ، یہ سلسلہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت تک جاری تھا، حضرت عمرؓ نے اپنے عہد خلافت میں مجلس شوریٰ میں یہ معاملہ رکھا کہ مسلمانوں کے پاس اپنا ایک کلینڈر ہونا چاہیے۔ چنانچہ مشورہ سے یہ بات طے پائی کہ اسلامی کلینڈر کا آغاز ہجرت کے واقعہ سے ہو، چنانچہ سال کا شمار اسی سال سے کیا جانے لگا، البتہ ہجرت کا واقعہ ربیع الاول میں پیش آیا تھا، لیکن سال کا آغاز محرم الحرام سے کیا گیا، کیونکہ یہ سال کا پہلا مہینہ زمانہ جاہلیت میں بھی تھا۔ اس طرح اسلامی ہجری سال کا آغاز محرم الحرام سے ہوتا ہے۔

محرم الحرام ان چار مہینوں میں سے ایک ہے، جس کا زمانہ جاہلیت میں بھی احترام کیا جاتا تھا، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا کہ مہینوں کا شمار اللہ کے نزدیک بارہ ہیں اور یہ اسی دن سے ہیں، جس دن اللہ رب العزت نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا، ان میں چار مہینے خاص ادب کے ہیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چار مہینوں کی تفصیل رجب، ذیقعدہ، ذی الحجہ اور محرم بیان کی ہے، پھر حضرت ابوذر غفاریؓ کی ایک روایت کے مطابق اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ تمام مہینوں میں افضل ترین اللہ کا وہ مہینہ ہے جس کو تم محرم کہتے ہو، یہ روایت سنن کبریٰ کی ہے، مسلم شریف میں ایک حدیث مذکور ہے کہ رمضان کے بعد سب سے افضل روزے ماہ محرم کے ہیں، اس ماہ کی اللہ کی جانب نسبت اور اسے اشہر حرم میں شامل کرنا اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اس مہینے کی فضیلت شہادت حسین کی وجہ سے نہیں، بلکہ بہت پہلے سے ہے۔

اسی مہینے کی دس تاریخ کو یوم عاشوراء کہا جاتا ہے، رمضان المبارک کے روزے کی فرضیت کے قبل اس دن کا روزہ فرض تھا، بخاری شریف کی ایک روایت کے مطابق قریش بھی زمانۂ جاہلیت میں عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے، خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس روزہ کا اہتمام فرماتے تھے، یہودیوں کے یہاں اس دن کی خاص اہمیت ہے، کیوں کہ اسی دن بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات ملی تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ ہجرت کر کے تشریف لے گیے تو یہودیوں کو یوم عاشوراء کا روزہ رکھتے دیکھا، معلوم ہوا کہ یہودی فرعون سے نجات کی خوشی میں یہ روزہ رکھتے ہیں، آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہم یہودیوں سے زیادہ اس کے حقدار ہیں کہ روزہ رکھیں، لیکن اس میں یہودیوں کی مشابہت ہے، اس لیے فرمایا کہ تم عاشورا کا روزہ رکھو اور یہود کی مخالفت کرو، اس طرح کہ عاشوراء سے پہلے یا بعد ایک روزہ اور رکھو۔ علامہ عینی کے مطابق اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی، حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے اور حضرت یوسف علیہ السلام کنویں سے باہر آئے، حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی اسی دن واپس ہوئی، حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے، حضرت ایوب علیہ السلام کو مہلک بیماری سے نجات ہوئی، حضرت سلیمان علیہ السلام کو خصوصی حکومت ملی، اور ہمارے آقا مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی دن " **غفر له ما تقدم من ذنبه** " کے ذریعہ مغفرت کا پروانہ عطا کیا گیا۔ اس طرح دیکھیں تو یہ سارے واقعات مسرت وخوشی کے ہیں اور اس دن کی عظمت وجلالت کو واضح کرتے ہیں، اس لیے اس مہینے کو منحوس سمجھنا، اور اس ماہ میں شادی بیاہ سے گریز کرنا ناواقفیت کی دلیل ہے اور حدیث میں ہے کہ بدشگونی کوئی چیز نہیں ہے۔

یقیناً اس دن حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی اہل خاندان کے ساتھ شہادت تاریخ کا بڑا الم ناک، کرب ناک اور افسوس ناک واقعہ ہے، جس نے اسلامی تاریخ پر بڑے اثرات ڈالے ہیں، اس کے باوجود ہم اس دن کو بُرا بھلا نہیں کہہ سکتے اور نہ ہی ماتم کر سکتے ہیں، اس لیے کہ ہمارا عقیدہ ہے حضرت حسینؓ اور ان کے خانوادے اللہ کی راہ میں شہید ہوئے، حق کی سربلندی کے لیے شہید ہوئے اور قرآن کریم میں ان حضرات کے بارے میں ارشاد ہے کہ جو اللہ کے راستے میں قتل کر دیے گئے انہیں مردہ مت کہو، بلکہ وہ زندہ ہیں، البتہ تم ان کی زندگی کو سمجھ نہیں سکتے، قرآن انہیں زندہ قرار دیتا ہے، اور ظاہر ہے ہمیں تو مُردوں پر بھی ماتم کرنے، گریباں چاک کرنے، سینہ پیٹنے اور زور زور سے آواز لگا کر رونے سے منع کیا گیا ہے، پھر جو زندہ ہیں، ان کے ماتم کی اجازت کس طور دی جاسکتی ہے۔ ایک شاعر نے کہا ہے۔

روئیں وہ، جو قائل ہیں ممات شہداء کے
ہم زندۂ وجاوید کا ماتم نہیں کرتے

اس دن حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی یاد میں تعزیے نکالے جاتے ہیں، تعزیہ نکالنے کی اجازت تو شیعوں کو چھوڑ کر کسی کے یہاں نہیں ہے، پھر جس طرح تعزیہ کے ساتھ نعرے لگائے جاتے ہیں یا علی، یا حسینؓ یہ تو ان حضرات کے نام کی توہین لگتی ہے، حضرت علی، کے نام کے ساتھ کرم اللہ وجہہ اور حضرت حسین کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ لگانا عظمت صحابہ کا تقاضہ اور داماد رسول اور نواسہ رسول کے احترام کا ایک طریقہ ہے۔ لیکن جلوس میں اس کی پرواہ کس کو ہوتی ہے، اس طرح ان حضرات کا نام ٹیڑھا میڑھا کر کے لیتے ہیں کہ ہمارے باپ کا نام اس طرح بگاڑ کر کوئی لے تو جھگڑا رکھا ہوا ہے، بے غیرتی اور بے حمیتی کی انتہا یہ ہے کہ اسے کار ثواب سمجھا جارہا ہے، دیکھا یہ گیا ہے کہ اس موقع سے جلوس کے ساتھ بعض جگہوں پر رقاصائیں رقص کرتی ہوئی چلتی ہیں، عیش ونشاط اور بزم طرب ومسرت کے سارے سامان کے ساتھ حضرت حسین کی شہادت کا غم منایا جاتا ہے، اس موقع سے شریعت کے اصول واحکام کی جتنی دھجیاں اڑائی جاسکتی ہیں، سب کی موجودگی غیروں کے مذاق اڑانے کا سبب بنتی ہے، اور ہمیں اس کا ذرا بھی احساس وادراک نہیں ہوتا۔

جلوس کے معاملہ میں ہمیں ایک دوسرے طریقہ سے بھی غور کرنے کی ضرورت ہے، تاریخ کے دریچوں سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ حضرت حسین رضی اللہ علیہ کی شہادت کے بعد اس خانوادہ میں بیمار حضرت زین العابدین اور خواتین کے علاوہ کوئی نہیں بچا تھا، یہ ایک لٹا ہوا قافلہ تھا، جس پر یزیدی افواج نے ظلم وستم کے پہاڑ توڑے تھے، ان کے پاس جلوس نکالنے کے لیے کچھ بھی نہیں بچا تھا، تیر، تبر، بھالے، نیزے اور علم تو یزیدی افواج کے پاس تھے، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر نیزے پر تھا اور یزیدی بزعم خود اپنی فتح وکامرانی کا جلوس لیکر یزید کے دربار کی طرف روانہ ہوئے تھے، ہمارے یہاں جلوس میں جو کروفر اور شان وشوکت کا مظاہرہ کیا جاتا ہے، یہ کس کی نقل کی جارہی ہے؟ ذرا سوچیے کھلے ذہن سے سوچیے تو معلوم ہوگا کہ ہم کسی اور کی نقل کررہے ہیں، حسینی قافلہ کی تو اس دن یہ شان تھی ہی نہیں، اس لیے مسلمانوں کو ایسی کسی بھی حرکت سے پرہیز کرنا چاہیے، ایسے جلوس میں نہ خود شامل ہوں اور نہ اپنے بچوں کو اس میں جانے کی اجازت دیں۔

فرضی باباؤں پر لگام

ہمارے سماج میں ایک اچھی بات یہ ہے کہ ہر مذہب کے ماننے والے اپنے مذہبی پیشوا کی قدر کرتے ہیں، ان سے محبت کرتے ہیں اور اس درجہ کی کرتے ہیں کہ وقت آنے پر اپنا سب کچھ نچھاور کرنے کو تیار رہتے ہیں، یہ محبت لوگ عقیدت کی بنیاد پر کرتے ہیں اور یہ سوچ کر کرتے ہیں کہ ان کی دعاؤں اور توجہات سے دنیاوی مسائل حل ہوں گے اور آخرت کا سفر آسان ہوگا۔ عوام کی اس عقیدت کا سہارا لے کر کئی لوگ اپنی دنیا بنانے میں لگ جاتے ہیں، عیاشی، فحاشی اور جنسی بے راہ روی کی راہ پر چلنے لگتے ہیں، گرمیت سنگھ عرف بابا رام رحیم کے تازہ واقعہ کو مثال کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے، آسارام باپو اس معاملہ میں جیل کی ہوا کھارہے ہیں، ظاہر ہے اس قسم کے متواتر واقعات ہند وسماج کے لیے بھی انتہائی شرمناک ہیں، اور اس سے سناتن دھرم کے ماننے والوں کو پریشانیوں کا سامنا ہے، اس کا حل نکالنے کے لئے سادھوسنتوں کی نمائندہ تنظیم آل انڈیا اکھاڑہ پریشد کو میدان میں آنا پڑا، پریشد کے صدر مہنت نرمندر گیری نے نمائندہ اجلاس طلب کیا تھا، یہ اجلاس باگھمبری گدی الٰہ آباد میں ہوا، جس میں تیرہ اکھاڑے کے نمائندوں نے شرکت کی، اجلاس کا مقصد مذہب کو بدنام کرنے والے فرضی باباؤں سے سماج کی حفاظت کا نظم کرنا اور سادھوسنتوں کے تئیں سماج کے اعتقاد واعتماد کو بچانے کی تدبیر پر غور کرنا تھا، بحث ومباحثہ کے بعد گرمیت، رادھے ماں کے ساتھ ساتھ چودہ باباؤں کو فرضی قرار دیا گیا، جن باباؤں کی سرگرمیوں پر اکھاڑا پریشد کے ذریعہ لگام لگانے کی کوشش کی گئی ہے، ان میں آسارام باپو عرف آشومل شرملانی، سکھ ویندر کور عرف رادھے ماں، ڈیرہ سچا سودا کے سربراہ جیل رسید گرمیت سنگھ عرف بابا رام رحیم، سچید انند گری عرف سچن داتا اوم بابا عرف وویکانند، نرمل بابا عرف نرملجت سنگھ، اچھا دھاری بھیمانند عرف ششیو رتی دویدی، سوامی اسیمانند، اونم شوائے بابا، نارائن سائیں، رام پالی، کشی سنی، برہستی گری اور مکھان گری شامل ہیں؛ پریشد کے صدر کا کہنا تھا کہ اصلی سادھوسنت خواتین سے دور رہتے ہیں، انہیں آرام وآسائش اور شان وشوکت کی طلب وہوس نہیں ہوتی، اور وہ عوام کی فلاح کے لیے کام کرتے ہیں، اس فہرست میں آسارام باپو کے نام شامل کرنے پر پریشد کے صدر کو جان سے مارنے کی دھمکیاں ملنی شروع ہوگئی ہیں، ان باباؤں کو فرضی قرار دینے کے بعد دینک بھاسکر کے ذریعہ کرائے گیے۔ (بقیہ صفحہ ۱۱/ پر)

یادوں کے چراغ

امیر شریعت کرناٹک۔ مفتی اشرف علی باقویؒ

ایڈیٹر کے میز سے

استاذ الاساتذہ، امیر شریعت کرناٹک، دار العلوم وقف دیوبند اور دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنو کے رکن شوریٰ، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے رکن عاملہ، اسلامک فقہ اکیڈمی دہلی اور آل انڈیا ملی کونسل کے نائب صدر حضرت مولانا مفتی اشرف علی باقوی نے جمعہ کی رات ۸/ستمبر ۲۰۱۷ء مطابق ۱۵/ذی الحجہ ۱۴۳۸ھ کو دار فانی کو ڈھائی بجے الوداع کہا، بیماری طویل نہیں تھی، کوئی چار پانچ ماہ قبل سے تکلیف تھی، انتقال سے ایک ہفتہ قبل تکلیف بڑھ گئی تو الامین اسپتال میں داخل کیا گیا، اس نے جواب دے دیا تو وکرم اسپتال شواجی نگر منتقل کیا گیا یہاں ایڈمٹ ہونے کے فوراً ہی بعد حادثہ ہوگیا، جس نے سنا اور جہاں سنا دم بخود رہ گیا اور یقین ہوگیا کہ یہ سال وفات العلماء کا ہے، کیسے کیسے اکابر اور علوم وفنون کے ماہ ونجوم نے اس سال رخت سفر باندھا، اگر اللہ آسمان وزمین کا نور نہ ہوتا تو دنیا کب کی تاریک ہوگئی ہوتی، ہر چراغ کے بجھنے پر روشنی کم ہوتی ہے، لیکن اللہ کا نور آج بھی دنیا کو جگمگائے ہوئے ہے، اس لیے کسی کی موت پر ہم تاریکی بڑھنے کی بات نہیں کہتے، البتہ جو خلا پیدا ہوتا ہے، اس کو پُر کرنا مشکل ہوتا ہے، لوگ نعم البدل کی دعا مانگتے ہیں، اللہ کی شان سے کچھ بھی بعید نہیں ہے، لیکن دیکھا یہی جارہا ہے کہ نعم البدل تو دور کی بات ہے عموماً بدل بھی دستیاب نہیں ہوتا، جو جاتا ہے اس کی جگہ کوئی نہ کوئی تو لے گا، لیکن وہ اس کا بدل بھی ثابت ہو، ایسا کم ہی ہوتا ہے، اس لیے مفتی صاحب کے انتقال کو بڑا علمی وملی خسارہ بتایا جارہا ہے۔

جنازہ کی نماز ۹/ستمبر ۲۰۱۷ء کو دن کے دس بج کر پانچ منٹ پر ہوئی، سرکار کی طرف سے سلامی دے کر مفتی اشرف علی صاحب کی اہمیت وعقیدت کا اعتراف کیا گیا، ہزاروں کا مجمع تھا تا حد نظر سر ہی سر دکھائی دے رہا ہے دور دراز سے لوگ اپنے امیر کے اس آخری سفر میں شریک ہونے کو آئے تھے، ٹریفک کنٹرول کا معقول نظم تھا، لیکن ازدحام اور سرکاری افسران اور حکومت کے ذمہ داروں کے آنے کے وقت یہ نظام چرمرا جاتا تھا۔ تدفین دار العلوم سبیل الرشاد کے احاطہ میں والد مرحوم مولانا ابوسعودؒ کے بغل میں ہوئی، جنازہ کی نماز ان کے صاحب زادہ اور مدرسہ کے مہتمم مولانا محمد معاذ رشادی نے پڑھائی۔

حضرت مولانا مفتی اشرف علی باقوی بن مولانا ابوسعودؒ (م ۱۹۹۶ء) بن عبد الستار بن محمد ابراہیم بن محمد لبّے کی پیدائش ویلنجی پور علاقہ نارتھ ارکوٹ ریاست تامل ناڈو میں ہوئی دستیاب دستاویز کے مطابق ۲۶/فروری ۱۹۴۰ وہ مبارک تاریخ تھی جب آپ اس جہان رنگ وبو میں تشریف لائے، ابتدائی تعلیم کا مرحلہ باقیات الصالحات ویلور میں طے ہوا، وہاں سے دار العلوم دیوبند تشریف لے گیے، اور وہیں سے سند فراغ کے ساتھ افتا نویسی کی تربیت بھی حاصل کی، تدریسی زندگی کا آغاز دار العلوم سبیل الرشاد بنگلور سے کیا، جہاں ان کے والد کی نظامت وقیادت میں عربک کالج کے نام سے مشہور یہ مدرسہ چل رہا تھا، امارت شرعیہ سے دار العلوم سبیل الرشاد بنگلور کا گہرا تعلق تھا، مولانا کے والد مولانا ابوسعود احمد کا انتخاب امیر شریعت رابع حضرت مولانا منت اللہ رحمانیؒ کی موجودگی میں بلکہ ان کے ایما سے ہوا تھا، جسے کرناٹک کے علماء نے قبول کرلیا، مولانا ابوسعود صاحب کے انتقال کے بعد حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ کی تحریک پر مولانا مفتی اشرف علیؒ امیر شریعت منتخب ہوئے، اور آخری دم تک اس عہدے کے وقار، اعتماد اور اعتبار کو باقی رکھا۔

مولانا مرحوم سے میری ملاقات پرانی تھی، ہندوستان گیر پیمانے کی کئی تنظیموں سے ہم لوگوں کا انسلاک رہا ہے، اس لیے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ، آل انڈیا ملی کونسل اور اسلامک فقہ اکیڈمی کے جلسوں اور سیمیناروں میں ملاقات ہوجایا کرتی تھی، ان کے ہونٹوں پر ہر وقت مسکراہٹ کی چادر پھیلی ہوتی، جو ان کی شخصیت کو دل آویز بناتی، وہ تقریر وتحریر دونوں کے مرد میداں تھے، وہ اپنی تقریر کا آغاز عربی خطبۂ مسنونہ کے بجائے اردو میں کرتے، حمد اور صلوٰۃ وسلام بھی اردو میں پڑھتے، اس کی وجہ سے ان کی تقریر کا اسلوب وآہنگ دوسروں سے الگ ہوتا، وہ کرسی توڑ تقریر کے عادی نہیں تھے، پوری تقریر میں سنجیدگی اور متانت باقی رکھتے، شروع میں تواضعاً فرماتے کہ مجھ ہیچ مداں طالب عالم کی آپ حضرات نے جو عزت افزائی کی ہے اس کے لیے میں شکر گذار ہوں، تواضع اور انکساری ان کی ذات کا لازمہ تھی، نفاست پسند تھے، اس لیے کپڑے وغیرہ انتہائی صاف ستھرے ہوتے، عموماً سفر تنہا نہیں کرتے تھے، عام طور پر مولانا سید مصطفیٰ رفاعی ان کے رفیق سفر ہوتے کبھی کسی طالب علم کو بھی ساتھ لے لیتے، مجلسوں میں ان کی آرا کا وزن ہوتا، کم بولتے لیکن تول کر بولتے، وقار کے ساتھ بولتے، عموماً تنقید سے گریز کرتے اگر کسی کی رائے سے اختلاف ہوتا تو بھی مثبت انداز میں اپنی بات رکھتے اسلامک فقہ اکیڈمی کے سمیناروں میں ان کی رائے جچی تلی ہوتی اور ان کی وسعت مطالعہ پر دلالت کرتی، فقہی سمیناروں میں حضرت قاضی صاحبؒ کے زمانہ سے ہی ایک مجلس کی صدارت ان کے ذمہ ہوتی، بعد میں حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی دامت برکاتہم نے بھی اس سلسلہ کو باقی رکھا، اجلاس اور سیمیناروں میں اگر کسی وجہ سے ان کی شرکت نہ ہوتی، جس کی نوبت کم ہی آتی تھی، تو سیمینار میں ایک خلا محسوس ہوتا، ملی کاموں میں پیش پیش رہنے کی وجہ سے پورے ہندوستان کے بڑے جلسوں میں ان کو پوچھا جاتا اور وہ کسی نہ کسی طرح وقت نکال کر وہاں پہونچ جایا کرتے۔

مولانا مصوف کو نثر کے ساتھ نظم پر بھی قدرت تھی، اچھی شاعری کرتے تھے، انہوں نے جن اصناف پر طبع آزمائی کی ان میں حمد ونعت، غزل وغیرہ شامل ہیں، ان کی باقیات میں آزاد نظم بھی شامل ہے، فقہ کی جزئیات اور احادیث کی اسناد پر بھی ان کی گرفت مضبوط تھی، ۱۹۶۳ء سے بخاری شریف کا درس ان کے ذمہ تھا، اس طویل مدت میں کثرت مطالعہ کی وجہ سے ان کا درس طلبہ میں مقبول تھا، ان کی صلاحیت، صالحیت کے سبھی قابل تھے، مولانا نے اپنے پس ماندگاہ میں ہزاروں معتقدین کے علاوہ چار لڑکے اور دو لڑکیوں کو چھوڑا، اہلیہ تقریبا تیرہ سال قبل انتقال کرچکی تھیں، ہم سب کو مولانا کے رفع درجات اور پس ماندگان کے لیے صبر جمیل کی دعا کرنی چاہیے۔

تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ھیں

کتابوں کی دنیا

کتاب کا نام	:	تاریخ علماء امارت شرعیه
مؤلف	:	مولانا مفتی نیر اسلام قاسمی
سن تالیف	:	۲۰۱۷ء
مبصر	:	مولانا رضوان احمد ندوی

۱۹۲۱ء میں ہمارے بزرگوں نے ہندوستانی مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کی شیرازہ بندی، ان کی تعلیمی وتہذیبی ترقی اور معاشرتی وسماجی اصلاح کے لیے "امارت شرعیہ" (بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ) کی بنیاد ڈالی، مدت قیام سے اب تک اس ادارہ نے بہت سارے دینی، ملی، رفاہی وفلاحی کارنامے انجام دیے۔ اس اعتبار سے شمالی ہند ہی نہیں پورے ہندوستان حتی کہ عالم عرب میں بھی اس کو مقبولیت وشہرت حاصل ہے، جب ہندوستان میں آزادی کی تحریک زور وشور سے جاری تھی، اس وقت علوم اسلامیہ کے فاضل جلیل، مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد علیہ الرحمہ کو فکر لاحق ہوئی کہ جب ملک انگریزوں کے تسلط سے آزاد ہوگا تو ایسا نہ ہو کہ یہاں کے مسلمان بے سمتی کا شکار ہو کر اپنی افادیت کھو بیٹھیں۔ چنانچہ اس وقت کے آنے سے پہلے انہوں نے مسلمانوں میں اجتماعی نظام کو قائم کرنے اور اسلامی اقدار کو فروغ دینے کے لیے امارت شرعیہ کے قیام کی کوشش شروع کردی اور بالآخر یہ تنظیم وجود میں آگئی۔ پھر اس کے نظام کار اور اغراض ومقاصد متعین کیے، جس کی بنیاد پر آج اس سرزمین پر مسلمانوں کو امارت شرعیہ سے شرعی رہنمائی کے ساتھ زندگی گذارنے کا موقع مل رہا ہے، تاریخ شاہد ہے کہ امارت شرعیہ نے ہر نازک مسئلہ پر ملت کی قیادت کی، اس کے لڑکھڑاتے قدموں کو جمایا، جس کی ایک تابناک وروشن تاریخ ہے، اکابر امارت شرعیہ کی مجاہدانہ وسرفروشانہ قربانیاں ناقابل فراموش ہیں، ماضی میں ان کے اس مجاہدانہ کارناموں پر متعدد کتابیں لکھی گئیں، مگر ضرورت متقاضی تھی کہ اسکو مزید وسعت دی جائے، خاص کر امارت شرعیہ کے تمام امراء شریعت، نظماء، قضاۃ، مفتیان کرام، مبلغین، ہفتہ وار جریدہ نقیب کے مدیران کی سیرت وسوانح عوام وخواص کے سامنے لائی جائے تاکہ ان کے کارناموں سے نئی نسل بھی پورے طور پر واقف ہوسکے اور ماضی کے روشن نقوش سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مستقبل کا سفر طے کرسکے۔ انہیں معلوم ہو کہ کیسے کیسے لعل وجواہر امارت شرعیہ کی اس چہار دیواری کے اندر پوشیدہ تھے، جن کے علم وفن اور فکر ونظر کے نور سے پوری دنیا نے روشنی حاصل کی۔

ہم سب کے شکریے کے مستحق ہیں مخلص ومحترم فاضل نوجوان صاحب علم وقلم مولانا مفتی نیر اسلام قاسمی استاذ حدیث وادب دار العلوم الاسلامیہ امارت شرعیہ رضا نگر، گون پورہ، پھلواری شریف پٹنہ، جنھوں نے اس موضوع پر قلم اٹھایا اور اپنے اکابر کی تصنیفات کی روشنی میں بڑی محنت وتحقیق کے ساتھ یہ کتاب "تاریخ علماء امارت شرعیہ" مرتب کی، جس کے لیے وہ حوصلہ افزائی کے مستحق ہیں۔ لائق مصنف کو تحریر وتالیف کا اچھا ذوق ہے، اس سے قبل ان کے قلم سے کئی کتابیں نکل کر شائع ہوچکی ہیں، جن کی علمی حلقوں میں بڑی پذیرائی ہوئی، مولانا نیر اسلام قاسمی نے اس وقت تاریخ علماء امارت شرعیہ کے نام سے ایک مفید سلسلۂ تصنیف شروع کیا ہے، جس کی پہلی جلد زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آئی ہے، اس کی بقیہ جلدیں زیر ترتیب وتسوید ہیں، زیر نظر کتاب میں مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد رحمۃ اللہ علیہ بانی امارت شرعیہ کی گوناگوں علمی، فکری، تحریکی وتنظیمی اور اصلاحی سرگرمیوں کا مفصل جائزہ لیا گیا ہے، آپ کے سوانحی خاکہ کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ آپ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر انتہائی تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ کتاب کے آغاز میں صوبہ بہار کی بھی علمی وادبی تاریخ کو بیان کیا گیا ہے۔ امارت شرعیہ کے قیام کی حکمت وضرورت کو بھی انوکھے انداز میں بیان کیا گیا ہے، جو تعریف کے قابل ہے۔ کتاب ۱۹/ابواب پر مشتمل ہے، ابتداء میں فہرست مضامین کے بعد صفحہ ۲۷/ سے ۵۲/تک اکابر علماء کے تہنیتی کلمات شریک اشاعت ہیں؛ امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم نے کتاب کو ایک تاریخی دستاویز سے تعبیر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ مؤلف نے سمندر کو کوزے میں سمیٹنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ ان کے علاوہ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ العالی صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ، حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ، مولانا محمد ازھر صاحبؒ رانچی، مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ، مولانا سہیل احمد ندوی، مفتی شعیب اللہ خان بنگلوری اور جناب شمس جلیلی ایڈووکیٹ پورنیہ نے اس اہم خدمات پر ان کو مبارک باد دی ہے اور آئندہ کے حصوں کو پایہ تکمیل تک پہونچانے کی امید ظاہر کی۔

کتاب پر فاضل مصنف کا پرمغز وفاضلانہ مقدمہ "حرف ناگزیر" کے عنوان سے ۵۶/صفحات پر محیط ہے، جو معلومات سے لبریز ہے، اس میں کتاب کی خصوصیات اور اس کے مباحث کا شگفتہ انداز اور دلآویز پیرایے میں تعارف کرایا گیا ہے، جس کا مطالعہ مفید بھی ہے اور سبق آموز بھی، پھر پس منظر کے طور پر اس عہد اور ماحول کا ذکر ہے، اس کے بعد مختلف ابوب کے تحت ۱۰۹ سے ۵۴۹ تک حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد علیہ الرحمہ کے حالات وکمالات، افکار ونظریات اور اصلاحی وتجدیدی کارناموں پر سیر حاصل بحث کی ہے، اور ساتھ ہی امارت شرعیہ کے اثر ونفوذ کی نشاندہی بھی کی ہے، مجموعی حیثیت سے لائق مصنف کی تحریر میں لطافت بھی ہے اور جوش بیان بھی، بلاشبہ انہوں نے اس کتاب کو شائع کر کے ایک مفید علمی خدمت انجام دی ہے، اللہ انہیں جزاء خیر دے کتاب صوری حیثیت سے بھی جاذب نظر ہے، انہوں نے کتاب کے آخر میں مراجع ومصادر کی فہرست شائع کر کے علم دوست احباب کے علمی ذوق کو بڑھا دیا ہے، اس کتاب کو خواہشمند حضرات مکتبہ امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کے پتے پر ساڑھے تین سو روپئے بھیج کر بذریعہ ڈاک منگوا سکتے ہیں۔

نفرت و عصبیت خطرناک ہے

مولانا انیس الرحمٰن قاسمی ناظم امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ

پسند اور ناپسند دو ایسے الفاظ ہیں جو انسانی جذبات کو بتاتے ہیں، جب کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے کسی کام یا رائے کو ناپسند کرتا ہے اور اس کی مخالفت میں شدت وغصہ کا پہلو شامل ہوتا ہے، تو اس کی پسندیدگی اور ناپسندیدگی کا اختلاف اپنی حدود سے بڑھ کر ''نفرت'' کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ یہ نفرت گھریلو زندگی میں بھی ہوتی ہے اور محلّہ و برادری میں بھی یہ نفرت قوم اور ملک کی سطح پر بھی ہوتی ہے۔ اور مذہب و مسلک کی صورت میں بھی۔ اور ایک ملک کی دوسرے ملک کے بارے میں بھی ہوتی ہے، یہی نفرت لڑائی اور جنگ کی وجہ بنتی ہے۔

اسی لیے نفرت وعصبیت کو مذہب اسلام میں حرام قرار دیا گیا ہے، اور نفرت کے عوامل واسباب بھی گناہ کے زمرے میں آتے ہیں، جیسا کہ نفرت کی بنیاد میں بدگمانی، حسد، غیبت، بہتان، غصہ، تنگ نظری اور انسانی نابرابری کا نظریہ ورویہ شامل ہے۔ اسلام میں ان سب کو گناہ قرار دیا گیا ہے، اس لیے نفرت بھی گناہ ہے اور اس کے اسباب وذرائع بھی گناہ ہیں، جیسا کہ بدگمانی اور غیبت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: (ترجمہ) ''اے ایمان والو! بہت سی بدگمانیوں سے بچتے رہو، کیوں کہ بعض گمان تو گناہ ہیں، اور ٹٹول بھی نہ کیا کرو اور نہ کوئی کسی سے غیبت کیا کرے، کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے سو اس کو تو تم ناپسند کرتے ہو، اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم والا ہے۔'' (سورہ حجرات/۱۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بچنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا ہے: ''تم لوگ بدگمانی سے بچو، بیشک بدگمانی سب سے بڑی جھوٹی بات ہے (رواہ مسلم: باب تحریم الظن)''

اسی طرح سے حسد کو گناہ قرار دیتے ہوئے کہا ہے: ''تم لوگ حسد سے بچو، بیشک حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے، جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے (رواہ ابوداؤد)''

اسی طرح تہمت اور بہتان کی قباحت کے بارے میں اللہ نے فرمایا ہے: (ترجمہ) ''اور جو شخص کوئی چھوٹا گناہ کرے یا بڑا گناہ کرے، پھر وہ اس کی تہمت کسی بے گناہ پر لگائے تو اس سے بڑا بھاری بہتان اور صریح گناہ اپنے اوپر لادا۔'' (سورہ نساء/۱۲)

قرآن وحدیث میں جھوٹ کو بھی بہت بڑا گناہ قرار دیا گیا ہے، جھوٹے کو اللہ ہدایت نہیں دیتا ہے، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (ترجمہ) ''بے شک اللہ تعالیٰ جھوٹے اور احسان فراموش کو راہ نہیں دکھاتا ہے۔'' (سورہ زمر/۳)

نفرت اور فتنہ جن امور سے پھیلتا ہے، ان میں اغوا، دھوکہ، فریب، چوری، بدکاری، قتل وغارت گری بھی ہیں، جو حرام اور ناجائز ہیں۔ مگر نفرت کو اگر حد میں رکھا جائے اور شخصی وانفرادی گناہ کو اجتماعی شکل دے کر اجتماعی نفرت کی شکل نہ دی جائے تو نفرت نہیں پھیلے گی۔ تکبر اور گھمنڈ بھی نفرت کے اسباب میں سے ہے، اللہ جل شانہ نے اس سے منع کرتے ہوئے حکم دیا ہے۔ (ترجمہ) ''اور لوگوں سے منھ پھیر کر بات نہ کرو، نہ زمین میں اکڑ کر چلو، اللہ کسی خود پسند اور فخر جتانے والے شخص کو پسند نہیں کرتا۔'' (سورہ لقمان/ ۱۸)

نفرت کرنے والے ایک دوسرے سے کینہ رکھتے ہیں، ان کا مذاق اڑاتے ہیں اور طعن وتشنیع کرتے ہیں اور نیچ خیال کرتے ہیں، اللہ نے ان سبھی بری عادتوں سے منع کرتے ہوئے فرمایا ہے: (ترجمہ) ''اے ایمان والو! مردوں کو مردوں پر نہ ہنسنا چاہئے، کیا عجب ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں، اور نہ عورتوں کو عورتوں پر ہنسنا چاہئے، کیا عجب ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔'' (سورہ حجرات/۱۱)

نیز حکم دیا ہے کہ: (ترجمہ) ''نہ ایک دوسرے کو طعنہ دو اور نہ برے القاب سے پکارو، ایمان لانے کے بعد گناہ کا نام لینا ہی برا ہے، اور جو ان حرکتوں سے باز نہ آئیں گے وہی لوگ ظلم کرنے والے ہیں۔'' (سورہ حجرات/۱۱)

گھریلو نفرت کے اسباب:

جب گھریلو زندگی میں ناپسندیدگی بڑھ جاتی ہے اور بدگمانی کو جگہ ملتی ہے، تو خاندان کے افراد، شوہر اور بیوی، بھائی بہن اور دیگر رشتہ داروں میں تلخیاں پیدا ہو جاتی ہیں اور خانہ داری کے امور میں ایک دوسرے کے ساتھ انصاف کی کمی، غیر مساویانہ سلوک، ذلت وتحقیر، طنز وتمسخر کی وجہ سے ایک دوسرے کے تئیں غم وغصہ میں اضافہ ہوتا ہے اور خاندان میں آپسی محبت و بھائی چارے کے بجائے نفرت وغصہ کا اظہار ہوتا ہے۔ اور پھر وہ جھگڑے، گالی گلوج، ایک دوسرے کی کردارکشی، غیبت اور الزام تراشی کی صورت اختیار کر لیتی ہے، تعلقات ٹوٹتے ہیں اور خاندان انتشار کا شکار ہو جاتا ہے۔ یہ نفرت اتنی بڑھ جاتی ہے کہ کبھی کبھی شوہر اپنی بیوی کی جان لے لیتا ہے، یا بیوی اپنے شوہر کی جان کے درپے ہو جاتی ہے۔ یا خاندان کے افراد ایک دوسرے کی جان کے دشمن ہو جاتے ہیں۔ یہی حال ایک محلّہ اور قبیلہ، پڑوسی اور ایک ساتھ رہنے والوں کا بھی ہو جاتا ہے، کیوں کہ نفرت جب بڑھتی ہے تو انسان کی عقل پر حاوی ہو جاتی ہے اور انسان غصے میں ایک دوسرے کی جان ومال کے درپے ہو جاتا ہے یا کبھی مایوسی پیدا ہوتی ہے تو وہ خود اپنی جان لے لیتا ہے اور خودکشی کر بیٹھتا ہے۔

گھریلو نفرت کا علاج:

۱۔ گھریلو نفرت کا حل تلاش کرنے میں تاخیر نہیں کرنی چاہئے، اس لیے گھر کے افراد کے درمیان جب تعلقات میں کشیدگی پیدا ہو جائے تو جلد از جلد اس کا سبب معلوم کر کے آپس میں بیٹھ کر بات کرنی چاہئے، تا کہ آپس کی رنجش دور ہو جائے۔

۲۔ جب کسی کی غلطی واضح ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اپنی غلطی کا اعتراف کر لے اور دوسرا فریق اس کو معاف کر دے، معاف کرنے اور درگذر کرنے سے معاملات خراب نہیں ہوتے ہیں، اور معاف کرنے والے کو اجر وثواب بھی ملتا ہے۔

۳۔ ایک دوسرے سے بات اور معاملہ کرتے وقت یا کوئی ناخوشگوار بات ہو جائے تو اس کو صبر وتحمل کے ساتھ دور کرنا چاہئے، برداشت اور صبر سے کشیدگی ختم کرنے میں مدد ملتی ہے۔

۴۔ غصہ پر قابو پا لینے سے نفرت کی آگ کو پھیلنے سے آپ روک سکتے ہیں، اس لیے جب بھی کسی کی زیادتی یاد آئے تو اس وقت آپ اپنے غصے کو قابو میں رکھیں۔ غصہ کے وقت اگر کھڑے ہوں تو بیٹھ جائیں، بیٹھے ہوں تو لیٹ جائیں تا کہ غصہ کم ہو جائے۔

۵۔ نفرت کی آگ کو محبت سے بجھائیے، ایک دوسرے کے حقوق کو ادا کیجئے اور آپس میں ہدیہ وتحفے دینے کا رواج قائم کیجئے۔

مذہب کی بنیاد پر نفرت:

ہر شخص کو بنیادی طور پر اس کا اختیار ہے کہ اپنی پسند کا کوئی مذہب اختیار کرے، یہ الگ بات ہے کہ اس کا اختیار کیا ہوا یہ مذہب اللہ کے نزدیک مقبول اور پسندیدہ ہے یا نہیں، اس لیے جن لوگوں کو اللہ نے عقل سلیم دی ہے اور جن لوگوں کو اللہ کی توفیق سے ہدایت مقدر ہوتی ہے وہ اللہ کے نزدیک مقبول و پسندیدہ اور پاکیزہ مذہب ''مذہب اسلام'' کو اختیار کرتے ہیں، لیکن مذہب کو اختیار کرنے یا ایک ہی مذہب کے کسی خاص مسلک کو اختیار کرنے پر زور زبردستی نہیں کی جائے گی۔ صرف اپنی بات ترغیب کے لیے کہنی چاہئے۔ بات کرنے میں دل آزاری نہیں ہونی چاہئے۔ جب ''اختلاف آراء'' اپنی حدود سے نکل کر دل آزاری کی سرحد میں داخل ہو جاتے ہیں تو اس کا الٹا اثر ہوتا ہے اور لوگ ایک دوسرے سے نفرت کرنے لگتے ہیں، مذہب یا مسلک و مشرب نفرت کرنے کے لیے نہیں ہوتے ہیں بلکہ یہ آپس کے احترام اور محبت کے لیے ہوتے ہیں۔ اس لیے تحریر وتقریر دونوں میں احتیاط ضروری ہے، مذہبی اداروں یا تنظیموں یا مدارس میں اختلاف کے آداب وحدود کی رعایت کا ادب سکھایا جائے اور وعظ وتقریر کرنے والے اختلافی مسائل کو بیان کرتے وقت دوسروں کی رائے کا ادب واحترام ملحوظ رکھیں۔ مذہب کی بنیاد پر اگر لوگ ایک دوسرے، مذہب والے کو نفرت وحقارت کی نظر سے دیکھیں گے اور ایسی گفتگو کریں گے، جس سے ایک مذہب کو ماننے والے دوسرے مذہب کے ماننے والے سے مذہب اور طریقۂ عبادت کی بنا پر دشمنی رکھنے لگیں تو یہ سماج اور مذہب کے لیے سم قاتل ہے۔ ماضی میں ہندوستان کی تقسیم مذہبی دشمنی کی بنا پر کی گئی اور فرقہ وارانہ فسادات کے پیچھے معاشی و مذہبی معاملات و نفرت کی سیاست تھی جو آج بھی ہے۔

معاشی بنیاد پر نفرت:

اگر دولت کی تقسیم منصفانہ نہ ہو اور ملکی وریاستی پالیسی ایسی ہو، جس میں امیر زیادہ امیر بن جائیں اور غریب فقیر ہو جائے، دولت والے غریبوں اور کمزور افراد کی مدد نہ کریں، بلکہ غریبوں کی غربت اور ان کی ناگہانی آفت و مصیبت میں گرفتاری کے موقع پر ان کی مدد کے لیے آگے آنے کے بجائے اس سے منھ موڑے رکھیں اور اپنی دولت کا بے جا استعمال کریں، تعیش پسندی، اسراف اور فضول خرچی میں حد سے آگے بڑھ جائیں تو ایسی حالت میں غریبوں کے قلوب مال داروں سے دور ہو جاتے ہیں اور دونوں طبقوں میں بدگمانی بڑھتی ہے اور کبھی انتہائی ناروا اور اشتعال انگیز صورت حال پیدا ہو جاتی ہے، جیسا کہ ماضی وحال کے دنوں میں ملک کے مختلف حصوں میں اس کے مظاہر سامنے آتے رہتے ہیں۔

نفرت کی سیاست:

سیاسی افراد کے ذریعہ نفرت کی ترویج واشاعت انتہائی خطرناک ہے، جب سیاست داں قوموں اور طبقوں کے درمیان واقع نفرت کو اپنے سیاسی اغراض کے لیے بڑھاوا دیتے ہیں، تو اس وقت لوگوں کے درمیان نفرت عروج پر پہونچ جاتی ہے اور نفرت کے پرچارک جب یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ سیاسی اقتدار ان کی مدد میں ہے، اور نفرت کا جھنڈا بلند کرنے والوں کو یہ اطمینان ہوتا ہے کہ پولیس اور عدالت ان کو سزا نہیں دے گی، تو وہ بے خوف ہو کر نفرت کو دشمنی اور جان ومال کی تباہی میں بدل ڈالتے ہیں، جیسا کہ گجرات، ممبئی، بھاگل پور، مظفر نگر اور دیگر جگہوں کے فرقہ وارانہ فسادات میں دیکھنے میں آیا، یا جیسا کہ ابھی پرتشدد ہجومی قتل کی وارداتوں میں ایک خاص تنظیم اور اس کے ذیلی اداروں کی ترغیب وتحریک کا بڑا ہاتھ رہا ہے، یا جیسا کہ گرمیت رام رحیم کے عدالتی فیصلے کے وقت قتل وخون کے واقعات پر پارٹیوں کی خاموشی رہی۔ ابھی جو دیکھا جا رہا ہے وہ اور خطرناک ہوتا جا رہا ہے، سیاسی پارٹیاں ایسے لوگوں کو اسمبلی و پارلیامنٹ میں بھیج رہی ہیں، جو اخلاق وکردار کے اعتبار سے کرپٹ ہیں اور انتہائی دریدہ ذہنی کے ساتھ نفرت کا پرچار کرتے ہیں، وہ کبھی ذات برادری کے نام پر اور کبھی مذہب کے حوالہ سے دریدہ ذہنی کرتے ہیں، جس سے سماج کا ایک طبقہ دوسرے کے بارے میں نفرت میں مبتلا رہتا ہے۔ اور اس سے ان کا مقصد اپنے ووٹروں کو خوش کرنا اور ان کے مذہبی ونفرت کے جذبات کو بھڑکا کر ان کے ووٹ کو اپنے حق میں محفوظ رکھنے کی کوشش کرنا ہوتا ہے، یہ نفرت انتہائی خطرناک ہے۔

نفرت کی اشاعت میں ذرائع بلاغ کا کردار:

اظہار رائے ایک بنیادی اخلاقی حق ہے، جس سے معاشرہ کی اصلاح، مثبت قدروں کا فروغ اور فکر ونظر کی آزادی پروان چڑھتے ہیں۔ مگر یہ اظہار رائے جب نفرت وشرانگیزی میں تبدیل ہو جائے، مذہب اور اخلاقی قدروں کا احترام ختم ہو جائے اور لوگوں کی جان ومال کا تحفظ نہ ہو کر ان کے لیے خطرات لاحق ہو جائیں اور ایک طبقہ دوسرے طبقہ کے خلاف بدگمانی اور نفرت میں مبتلا ہو جائے اور امن وامان تباہ ہونے لگے تو یہ اظہار رائے اسی زمرہ میں آتا ہے، جس زمرہ میں قاتل یا لٹیرا اپنی ذاتی وشخصی آزادی کا استعمال قتل ولوٹ میں کرتا ہے، جس طرح قتل ولوٹ غلط ہے اور قابل سزا جرم ہے۔ (بقیہ صفحہ ۶ ر پر)

بقیہ...... نفرت و عصبیت خطرناک ہے

اسی طرح ذرائع ابلاغ، اخبارات، الیکٹرونک میڈیا، ٹی وی چینل، فیس بک، وہاٹس ایپ اور سوشل میڈیا کے دیگر ذرائع سے اگر نفرت انگیز یا من گڑھت تحریر وتقریر شائع کی جاتی ہے، تو یہ بھی قابل سزا جرم ہوگا۔ جس طرح بعض سیاسی پارٹیاں یا تشدد والا نظریہ رکھنے والی تنظیمیں جارحیت وشدت پسندی کو بڑھاوا دے رہی ہیں، اسی طرح میڈیا خاص طور پر زر خرید میڈیا یہ گھناؤنا کام کر رہا ہے۔

نفرت پھیلانا اور تشدد پر اکسانا ایک جرم ہے، اس کی وجہ سے گھریلو، سماجی اور معاشرتی ومعاشی زندگی کو خطرات لاحق ہوتے ہیں، اس لیے اس کی روک تھام کے لیے قانون بنا ہوا ہے، جس کے ذریعہ نفرت پھیلانے والوں کے خلاف حکومت کی انتظامیہ کارروائی کرنے کی پابند ہے۔

عدالت وانتظامیہ کا کردار:

اسی طرح عدالتیں انصاف اور قانون کی بالادستی برقرار رکھنے اور انسانی جان ومال اور عزت وآبرو کی حفاظت اور امن وامان قائم رکھنے اور بد امنی کرنے والوں کو سزا دینے کے لیے ہیں، اگر نفرت وتشدد برپا کرنے والوں کے خلاف عدالتی فیصلے نہیں آتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ سب سے زیادہ جرائم جن افراد کے ذریعہ اور ان کی ترغیب سے ہوتے ہیں، عدالتیں ان کو سزا دلانے میں کسی وجہ سے ناکام ہیں اور یہ کہہ سکتے ہیں کہ انتظامیہ اور عدالت دونوں اپنی ذمہ داری پوری کرنے میں ناکام ہیں۔ عدالت اور انتظامیہ کے علاوہ ملک میں مختلف کمیشن قائم ہیں، جن کا کام اقلیت، خواتین، بچے، دلت، سماج کے کمزور اور پسماندہ طبقات اور عام شہریوں کے حقوق کی حفاظت کرنا ہے۔ اگر یہ نفرت کے بیوپاریوں کی طرف سے آنکھ بند کر رہی ہیں تو وہ اپنی بنیادی ذمہ داری سے غافل ہو رہی ہیں، اسی طرح الیکشن کمیشن ہے، جس کی ذمہ داری ہے کہ وہ الیکشن کے موقع پر غیر قانونی کام کرنے والے افراد، نمائندے اور الیکشن میں حصہ لینے والوں کی نفرت انگیز باتوں پر گرفت کرے۔ ان کے انتخاب کو کینسل کر دے، سب سے زیادہ نفرت ان ہی سیاست دانوں کے ذریعہ پھیلتی ہے اور ملک کے افراد کی جان ومال کو خطرات لاحق ہوتے ہیں، یہ اپنی نجی وعوامی گفتگو اور اپنے رویوں سے نفرت وفتنہ برپا کرنے والی تنظیموں کو شہ دیتے ہیں، ان کے جرائم پر پردہ ڈالتے ہیں اور قانونی گرفت سے ان کو بچاتے ہیں، اس لیے الیکشن کمیشن کی ذمہ داری زیادہ ہوتی ہے۔

نفرت کے نقصانات:

فاقہ کشی: ۔ عالمی طور پر نفرت کی بنا پر ہونے والے تشدد کے نتیجے میں کروڑوں افراد غذائی کمی، فاقہ اور بھوک مری کے شکار ہیں، یہ لوگ اپنے ملک میں جاری عصبیت، نفرت وتشدد کی بنا پر غذائی اجناس کی پیداوار یا حصول یابی سے محروم ہیں، انہیں حکومتی وسماجی سطح پر تعاون نہیں ملتا ہے، سماجی طور پر نفرت کی وجہ کر لوگ بھی ان کی مدد نہیں کرتے ہیں، یا پھر یہ لوگ جب قتل وغارت کے شکار بنتے ہیں یا مجبور ہو کر اپنے علاقہ یا ملک سے ہجرت کر جاتے ہیں تو فاقہ کشی کی مصیبت میں مزید مبتلا ہو جاتے ہیں۔

تعلیمی نقصان: ۔ نفرت اور عصبیت کی بنا پر لوگوں کی توجہ آپسی رسہ کشی، لڑائی جھگڑے اور الزام تراشی پر زیادہ ہوتی ہے، اور تحقیق، تعلیم، تربیت اور حسن اخلاق پر کم ہوتی ہے۔ اس کے نتیجے میں معاشرہ میں تعلیم کے لیے یکسوئی ختم ہو جاتی ہے اور تعلیمی ترقی کمزور پڑنے لگتی ہے۔ اس لیے قوم کو ہر حال میں نفرت وتشدد سے گریز کرنا چاہیئے۔

جان ومال کی تباہی: ۔ اور سب سے بڑا نقصان انسانی جان ومال کا ہے، جب نفرت وعصبیت انسانی جذبات اور عقل پر حاوی ہو جاتی ہے تو اس وقت رشتے دار اپنے رشتوں کو بھول جاتے ہیں، بھائی اخوت کو بھول جاتا ہے، شوہر اور بیوی اپنے رشتے اور خاندانی وقار وعظمت کو بھول کر ایک دوسرے کی جان ومال کو تباہ کر ڈالتے ہیں۔ یہی عصبیت اور نفرت جب سماجی اونچ نیچ، ذات برادری کا لبادہ اوڑھ لیتی ہے تب وہ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو جاتے ہیں اور یہی نفرت جب مذہب اور دھرم کا جھوٹا چوغا پہن لیتی ہے تو مساجد اور مقابر اور ایک دھرم کی عبادت گاہوں کو دوسرے مذہب والا تباہ کر ڈالتا ہے، مذہب کی بنیاد پر ایک دوسرے کی جان لے لیتا ہے۔ عورتوں اور بچوں کے سینے چاک کر ڈالتا ہے، گردنیں کاٹ دیتا ہے، مذہب کے نام پر ہجوم کے ساتھ ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتا ہے، یہ ساری دنیا میں ہم دیکھ رہے ہیں، بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ اپنی گنگا جمنی تہذیب اور مذہبی رواداری کے لیے پوری دنیا میں شہرت رکھنے والا ہمارا ملک ہندوستان بھی اس وقت ہر طرح کی نفرت وتشدد اور عدم رواداری کی آماجگاہ بنا ہوا ہے۔

آخری بات:

ملک کے بسنے والے تمام افراد، مرد وعورت ایک ہی آدم کی اولاد ہیں، اس لیے آپس کی نفرت کو اخوت اور بھائی چارے میں بدلنے کی ضرورت ہے، باہمی منافرت کا شعلہ انسانی جان ومال، ملکی اقتصادیات اور انسانی اخلاق کو جلا کر راکھ بنا رہا ہے۔ ملک کے کچھ افراد اپنی ذاتی غرض اور سیاسی اقتدار اور مذہب کی بالادستی کے لیے نفرت کے شعلے کو بھڑکانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں، انہیں سماجی، مذہبی اور قانونی طور پر لگام دینے کی ضرورت ہے، جو لوگ نفرت پیدا کر کے ''لڑاؤ اور حکومت کرو'' کی پالیسی پر عمل کر رہے ہیں، ان کو الگ تھلگ کرنے کی ضرورت ہے، تب ہی یہ ملک بچے گا اور امن وشانتی کے ساتھ ترقی کرے گا۔ نفرت کی جگہ محبت، رواداری، اخوت اور بھائی چارے کو فروغ دیا جائے، اسی میں ملک وقوم کی بھلائی ہے۔

بقیہ...... برما اور اسرائیل ایک سکے کے دو رخ

برما کی فوج کے زیر استعمال اسلحے میں اسرائیل کی 'Soltam' اور Elbit نامی کمپنیوں کے ہتھیار سب سے زیادہ تھے، یہاں اس بات کی طرف اشارہ ضروری ہے کہ بھارت اور اسرائیل کے درمیان سنہ 2004ء میں میزائل سازی کا ایک معاہدہ ہوا۔ بھارت کے مشرقی علاقوں میں قائم میزائل سازی کے کارخانوں سے بھاری مقدار میں اسلحہ اور میزائل برما کو بھی فراہم کئے گئے، اسرائیل اور بھارت کے اشتراک سے تیار ہونے والے جنگی ہتھیار اور دفاعی آلات کی بھاری مقدار بھارت ہر سال برما کی فوج کو فروخت کرتا ہے۔ عبرانی ویب سائٹس کے مطابق روہنگیا میں مسلمانوں کے وحشیانہ قتل عام کے ناقابل تردید شواہد موجود ہونے کے باوجود اسرائیل برما کی فوج کی اعلانیہ مدد کر رہا ہے۔ عبرانی ویب پورٹل 'سیحا مکومیت' نے 25 نومبر 2015ء کو ایک رپورٹ شائع کی جس میں بتایا گیا کہ اسرائیلی کنیسٹ نے ایک مسودہ قانون مسترد کر دیا۔ یہ آئینی بل میرٹس نامی سیاسی جماعت کی طرف سے پیش گیا گیا تھا۔ بل پیش کرنے والے ارکان کنیسٹ تمار زاندبیرگ اور زھاوا گال اون نے مطالبہ کیا تھا کہ پارلیمنٹ حکومت کو ان ممالک کو اسلحہ کی فراہمی سے روکے جہاں انسانی حقوق کی سنگین پامالیاں کی جا رہی ہیں۔ پارلیمنٹ میں رائے شماری کی گئی تو 29 ارکان نے اس کی حمایت جب کہ 45 نے مخالفت کی۔ یوں یہ مسودہ قانون مسترد کر دیا گیا۔ اس سے قبل 2 اکتوبر 2014ء کو 'حومشیم محیر ھتعشیا ھز بیت بیسرائل' نامی ویب سائیٹ نے ایک رپورٹ شائع کی جس میں اسرائیل کو دنیا بھر میں اسلحہ کی فروخت اور فوجی سازوسامان درآمد کرنے والا چھٹا بڑا ملک قرار دیا تھا۔

اسرائیلی امور کے فلسطینی تجزیہ نگاروں نے مرکز اطلاعات فلسطین سے بات کرتے ہوئے کہا ہے کہ میانمار کو فوجی سازوسامان کی فروخت اسرائیل کے لیے کوئی حیرت کی بات نہیں، اسرائیل کی تاریک اس بات کی گواہ ہے کہ یہ ملک نسل پرستی کے مرتکب گروپوں، ممالک اور مسلمانوں کے قتل میں پیش پیش عناصر کا حامی و مددگار رہا ہے۔ برما کے بے گناہ مسلمانوں کے خون سے صہیونیوں کے ہاتھ رنگے ہوئے ہیں، اسرائیل اور برما دونوں ایک ڈگر پر چلنے والے ممالک ہیں، دونوں کی حکومتیں، فوج اور سیکیورٹی ادارے نہتے مسلمانوں کا قتل عام کرتے ہیں۔ انسانی حقوق کی سنگین پامالیاں اور عالمی معاہدوں کی خلاف ورزی میں دونوں ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں، دونوں ملکوں کا ماضی اور حال ان کی مسلمان دشمنی کا گواہ ہے۔ اسرائیل کی طرف سے برما کے ملٹری ڈکٹیٹروں کو جنگی سازوسامان کی فراہمی ایسے ہی ہے جیسے اسرائیل فلسطین میں نہتے فلسطینیوں کا قتل عام کر رہا ہے۔ اسرائیل میں انسانی حقوق کے لیے کام کرنے والے ایک کارکن عوفر نیمانان کا کہنا ہے کہ اسرائیل نے برما میں مسلمانوں کی نسل کشی پر خاموشی اختیار کرنے کے ساتھ برما کی فوج کو اسلحہ اور قاتل آلات مہیا کیے۔ دوسری جانب میانمار نے فلسطینی علاقوں پر صہیونی ریاست کے غاصبانہ قبضے کو مستحکم کرنے میں اسرائیل کا عالمی سطح پر معاون رہا۔ اس طویل رپورٹ کا اختتام اسرائیلی اخبار ''ہارٹز'' کی اس رپورٹ سے ہوتا ہے جس میں ۲۰۱۳ء میں بتایا گیا تھا کہ صہیونی ریاست میں برما کو اسلحہ کی درآمد میں پیش پیش عناصر، تنظیموں، کمپنیوں، افراد اور اداروں کی تعداد ۶۸۰۰ ہے، اس میں فوج کے سابق افسران، جنرل، ایہود باراک کی کمپنی بھی شامل ہے۔

اخلاق حسنہ کی فضیلت

☆ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''کامل مومن وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں۔ (رواہ ابوداؤد وترمذی)

☆ مومن اپنے حسن اخلاق سے دن میں روزہ رکھنے والے اور رات میں عبادت کرنے والے کا درجہ پالیتا ہے۔ (رواہ ابوداؤد)

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے نزدیک تم میں سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جس کے اخلاق سب سے بہترین ہوں۔'' (رواہ بخاری)

☆ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''مومن بھولا بھالا اور شریف ہوتا ہے اور فاجر چالاک اور کمینہ ہوتا ہے۔ (ترمذی)

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ''میرے بچے، اگر تم سے ہو سکے تو صبح وشام اس طرح گزارو کہ تمھارے دل میں کسی کی طرف سے کوئی میل اور کھوٹ نہ ہو، تو یہ ضرور کرو۔ پھر فرمایا: میرے بچے، یہ (دل صاف رکھنا) میری سنت ہے۔ جس نے میری سنت سے محبت رکھی (اور اس پر چلا) وہی میری محبت رکھتا ہے، اور جو مجھ سے محبت رکھتا ہے وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔'' (رواہ ترمذی)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے سوال کیا کہ کیا تم جانتے ہو کہ دیوالیہ اور مفلس کون ہے؟ لوگوں نے کہا ''مفلس ہمارے یہاں وہ شخص کہلاتا ہے جس کے پاس نہ درہم ہو اور نہ کوئی سامان''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت کا مفلس اور دیوالیہ وہ ہے جو قیامت کے دن اپنی نماز، روزہ اور زکوٰۃ کے ساتھ اللہ کے پاس حاضر ہوگا اور اسی کے ساتھ اس نے دنیا میں کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کو قتل کیا ہوگا، کسی کو ناحق مارا ہوگا تو ان تمام مظلوموں میں اس کی نیکیاں بانٹ دی جائیں گی پھر اگر اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں اور مظلوم کے حقوق باقی رہے، تو ان کی غلطیاں اس کے حساب میں ڈال دی جائیں گی اور پھر اسے جہنم میں گھسیٹ کر پھینک دیا جائے گا (رواہ مسلم)

☆ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ لوگوں کو سب سے زیادہ جنت میں کون سی چیز لے جائیگی؟ وہ اللہ تعالیٰ (کے عذاب) کا ڈر اور بہترین اخلاق ہے، کیا تم جانتے ہو کہ لوگوں کو کثرت کے ساتھ کون سی چیز جہنم میں داخل کریگی؟ وہ دو کھوکھلی چیزیں، زبان اور شرمگاہ ہیں۔ (رواہ ترمذی وابن ماجہ)

اعلان برائے تعلیمی وظیفہ

امارت شرعیہ کی جانب سے طلبہ مدارس کو ماہانہ تعلیمی وظیفہ دیا جاتا ہے، اس لیے صوبے و بیرون صوبے کے مدارس میں تعلیم حاصل کرنے والے عربی درجات کے طلبہ جو امارت شرعیہ سے تعلیمی وظیفہ حاصل کرنا چاہیں۔ ۳۰؍محرم ۱۴۳۹ھ تک وظیفہ فارم دفتر امارت شرعیہ سے حاصل کر کے جمع کر دیں۔

لفظ ’’جئے‘‘ کی تحقیق اور اس کا محل استعمال

محمد احمد، شعبۂ دعوت وتبلیغ

لفظ ’’جئے‘‘ ایک ہندی لفظ ہے، جو سنسکرت سے نکلا ہے، دراصل سنسکرت میں ایک لفظ ’’جیہ‘‘ ہے، جس کے ایک معنی تو جیت، سپھلتا، وجئے اتسو (جیت کی خوشی کا دن) کے ہیں، اسی طرح کھیل، مقدمہ اور جنگ وغیرہ میں جیتنا ہے اور لفظ جئے کا دوسرا معنی اطمینان رکھنا، اسی طرح (بزعم ہندو) سورج اور اندردیو کے بیٹے (جینت‘‘ اور پانڈو، راجکمار یدھشٹر اور وِشنو کے نوکر کو بھی ’’جئے‘‘ کہا جاتا ہے اور عورت میں درگا اور اس کے نوکر کو بھی ’’جئے‘‘ کہا جاتا ہے، اسی طرح ایک قسم کے جھنڈا کو بھی ’’جئے‘‘ کہتے ہیں۔ (سنسکرت ہندی شبد کوش، ص:۴۳۹، مؤلف: وامن شیورام آپٹے)

جدید ہندی اردو لغت (۱۰۶۲/۱، مرتبہ نصیر احمد خاں) میں ’’جئے‘‘ کے معنی فتح لکھا ہے، ایجوکیشنل اردو ہندی کوش، مؤلفہ مصطفیٰ (ص:۱۵۳) میں ’’جئے‘‘ کا معنی فتح لکھا ہے۔ جہاں تک لفظ ’’جئے‘‘ کے کسی شخصیت کے اسمِ جامد یا اسمِ صفت ہونے کی بات ہے تو ظاہر ہے کہ اس سے بحث کرنا ہمارا مقصد نہیں ہے؛ کیوں کہ آج کل جس ’’جئے‘‘ کا نعرہ لگایا جارہا ہے، وہ یا تو ’’جئے‘‘ کے حقیقی معنی (فتح اور جیت) کو ذہن میں رکھ کر لگایا جاتا ہے، یا اس کے لازمی معنی (کبریائی، بڑائی) مراد لے کر، ہندو مذہب میں کسی شخصیت یا کسی جگہ اور مقام کے لیے ’’جئے‘‘ کا نعرہ لگانے میں اس شخص یا جگہ کی فتح وکامرانی اور بلندی مراد لی جاتی ہے اور یہ لفظ ان کے لیے بطور حوصلہ افزائی کے ہوتا ہے، جیسے: جئے ہند، جئے بھارت، جئے جوان جئے کسان وغیرہ؛ لیکن اسی ’’جئے‘‘ کو جب ہندو بھائی اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے بے جان مورت اور من پسند خود ساختہ معبود کے لیے بولتے ہیں تو وہاں اس معبود کی ’’جئے جئے کار‘‘ سے مراد اس کی بڑائی اور کبریائی ہوتی ہے، جو سراسر اللہ کے ساتھ شرک ہے اور اس ’’جئے جئے کار‘‘ کا مقصد اپنے معبودانِ باطلہ کو خوش کرنا اور ان سے قربت حاصل کرنا ہوتا ہے؛ کیوں کہ ان کے گمان کے مطابق ان معبودوں کے اندر اللہ کے صفات بنفس نفیس اللہ کے جزء کے طور پر موجود رہتے ہیں، اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہاں حوصلہ افزائی مراد نہیں ہوتی؛ بلکہ ہندو بھائی اپنے ان معبودوں کے لیے بطور عبادت کے لفظ ’’جئے‘‘ کا استعمال کرتے ہیں، جیسے: ’’جئے شری رام‘‘ اور ’’جئے ہنومان‘‘ وغیرہ۔

اسی طرح ’’بھارت ماتا کی جئے‘‘ کو بھی یہ لوگ بطور تعبد کے بولتے ہیں؛ کیوں کہ انہوں نے ہندوستان کی سرزمین کو معبود کا درجہ دے رکھا ہے اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ زمین ہمیں رہنے کے لیے جگہ اور کھانے کے لیے غلہ دیتی ہے، لہذا یہ بھی ماں ہوئی اور بھگوان سمان ہوئی، لہذا اس کی بھی پوجا ہونی چاہئے، یہی وجہ ہے کہ ’’بھارت ماتا کی جئے‘‘ کے خلاف دارالعلوم اور جامعہ نظامیہ حیدرآباد دکن نے فتویٰ جاری کیا ہے، کیوں کہ ’’بھارت ماتا کی جئے‘‘ کہنے والوں کے نزدیک وطن سے محبت کے ساتھ ساتھ اس کی پرستش بھی شامل ہے اور یہ کوئی افسانوی بات نہیں ہے؛ بلکہ کاشی (دیوناگری، ضلع وارنسی یوپی) اور ہریدوار میں باقاعدہ اس کی مورتی بھی ہے، جو دیوی کے روپ میں زعفرانی رنگ کا لباس پہنے ہوئے ہاتھ میں کتاب اور مال لے کر کھڑی ہے، سب سے پہلے گاندھی جی نے کاشی کے اندر 1936ء میں اس کا افتتاح کیا، پھر 1983 میں ہریدوار کے اندر بھارت ماتا کا دوسرا منہ بنا۔

بعض لوگ ’’بھارت ماتا کی جئے‘‘ کو مادر وطن ہندوستان کے مترادف قرار دے کر گنجائش نکالتے ہیں، جو صحیح معلوم نہیں ہوتا ہے؛ کیوں کہ مادر وطن میں عبادت کا تصور نہیں پایا جاتا، جبکہ بھارت ماتا کے ساتھ عبادت کا تصور موجود ہے اور ان کے یہاں ساری دیویاں ماں ہی کہلاتی ہیں، اس کے علاوہ کم از کم اس میں شبہ تو پایا ہی جاتا ہے۔

اب رہا مسئلہ کے مسلمان ’’جئے شری رام، جئے ہنومان‘‘ وغیرہ یا ہندو بھائی کے مختلف دیوی دیوتاؤں کے نام کے ساتھ ’’جئے‘‘ کا لفظ لگا کر اسے بطور نعرہ کے استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟ تو مسئلہ کو سمجھنے سے پہلے ایک ضابطہ سمجھ لینا بہتر ہوگا، ضابطہ یہ ہے کہ کسی بھی لفظ کا سب سے پہلے لغوی معنی ہی مراد ہوتا ہے، مگر جب وہ کسی معنی میں مستعمل ہونے لگے، یہاں تک کہ وہ عرف بن جائے تو لغوی معنی یا کسی اور معنی کو مراد لینے میں قرینہ کی ضرورت پڑتی ہے، لہذا قرینہ اگر پایا جائے گا تو وہ لفظ اپنے قرینہ سے مطابقت رکھنے والے معنی میں استعمال ہوگا، ورنہ وہ عرفی معنی میں ہی استعمال ہوگا، جیسے عربی کا ایک لفظ ’’صلوٰۃ‘‘ جس کے لغوی معنی دعا کے ہیں، مگر یہ لفظ دسیوں معنی میں مستعمل ہونے کے باوجود بھی یہ نماز کے معنی میں مشہور ہے، لہذا اب اگر ’’صلوٰۃ‘‘ کو کسی اور معنی میں استعمال کرنا ہو تو قرینہ کی ضرورت پڑے گی، ورنہ یہ نماز ہی کے معنی میں استعمال ہوگا۔

اگر اسی ضابطہ کے پیش نظر ہم بات کریں لفظ ’’جئے‘‘ کی تو اس کے لغوی میں فتح، جیت اور کامیابی کے ہیں، مگر یہ لفظ اب کبھی کبھی، کسی جگہ (مثلا ہندوستان) یا کسی شخص کے نام کے آگے بطور حوصلہ وہمت افزائی کے بولا جاتا ہے اور عموما یہ لفظ مختلف دیوی (مثلا جئے کالی، جئے درگا) اور دیوتاؤں (مثلا جئے شری رام، جئے ہنومان) کے ناموں کے آگے بطور عبادت کے لگایا جاتا ہے، تو اگر چہ اس لفظ میں فتح اور جیت کے معنی پوشیدہ ہیں، پھر بھی ایک مسلمان کے لیے اس لفظ کو کسی باطل معبود کے نام کے ساتھ اپنی زبان پر لانا جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ اس لفظ کا تعلق اب عموما معبودان باطلہ سے ہے، جو سراسر شرک پر مبنی ہے اور جگ ظاہر ہے کہ اسلام کے اندر شرک کی ذرہ برابر بھی گنجائش نہیں ہے؛ کیوں کہ ایمان نہ تو شرک کو برداشت کرسکتا ہے اور نہ شبہ شرک کو، یہی وجہ ہے کہ جس کلمہ کو کہنے سے کفر کا اندیشہ ہو تو اسے بھی قصداً زبان پر لانا حرام ہے، مثلا ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے سلام کرنے کے بجائے ’’رام رام‘‘ کہے تو اگر چہ اسلام کے تئیں اس کا دل صاف ہے، مگر چونکہ بظاہر اس لفظ سے اسلام کا مذاق اڑانا لازم آرہا ہے، لہذا یہ لفظ زبان پر قصداً لانا جائز نہیں ہوگا۔ (کتاب النوازل:۴۲۹) معلوم یہ ہوا کہ مذاق سے بھی کلمۂ کفر یہ کہنا جائز نہیں ہے، لہذا مسلمانوں کو شبہ والی جگہوں پر لفظ ’’جئے‘‘ کے لکھنے اور بولنے سے حتی المقدور بچنا چاہئے۔

فساد زدگان کی باز آبادکاری میں ہندوستان کا خراب ریکارڈ

اداریہ ہندوستان ٹائمز، نئی دہلی ۱۱/ستمبر ۲۰۱۷ء (ترجمہ: سید محمد عادل فریدی)

۲۰۱۳ء میں اتر پردیش کے مظفر نگر اور شاملی ضلع میں فرقہ وارانہ فساد ہوا۔ سرکاری رپورٹ کے مطابق ۶۰ سے زیادہ لوگوں نے اس فساد میں اپنی جان گنوائی، جب کہ پچاس ہزار سے زائد لوگوں کے گھر بار لوٹ کر ان کو بے گھر ہونے پر اور اپنی جان بچا کر کسی محفوظ مقام میں ٹھکانہ لینے پر مجبور کر دیا گیا۔ ریاستی حکومت نے ان دونوں ضلعوں کے فساد متاثرین کی راحت رسانی اور بے گھر ہو چکے لوگوں کی باز آبادکاری کے لیے متعدد اقدامات کرنے کا اعلان کیا۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ ایمنسٹی انٹرنیشنل کی رپورٹ کے مطابق اس واقعہ کو چار سال گذر جانے کے باوجود اب تک صرف دو سو لوگوں کو ہی سرکاری معاوضہ مل پایا ہے۔ فساد میں بے گھر ہوئے لوگوں کے ساتھ حکومت کا یہ طرز عمل ہندوستان میں انوکھا نہیں ہے، بلکہ آزادی سے لے کر اب تک جہاں بھی لوگ بے گھر ہوئے، خواہ وہ مسلح جھڑپوں کی وجہ سے اپنے گھر بار گنوا بیٹھے ہوں، فرقہ وارانہ فساد نے ان کے آشیانے اجاڑے ہوں یا حکومت کی ترقیاتی اسکیموں کے تحت ان کو اپنے گھروں سے محروم ہونا پڑا ہو۔ ہمیشہ ہی حکومت کی جانب سے ان بے گھر لوگوں کی باز آبادکاری میں بے پناہ سستی اور لاپرواہی کا مظاہرہ کیا جاتا رہا ہے۔ آزادی سے لے کر اب تک بے گھر لوگوں کی باز آبادکاری میں ہندوستان کا ریکارڈ بہت ہی خراب رہا ہے۔ حالیہ دنوں میں ایک نیوز ویب سائٹ پر ایک رپورٹ شائع ہوئی تھی کہ آج سے ستائس سال پہلے مدھیہ پردیش میں بارگی ڈیم کی وجہ سے جن لوگوں کی زمینیں اور مکانات سرکار نے اکوائر کیے تھے، اور ان کو جس نئے گاؤں میں بسایا تھا، آج ستائس سال گذر جانے کے باوجود ان کے اس نئے گاؤں میں سڑک تک نہیں ہے۔ جو لوگ فسادوں میں بے گھر ہوئے ہیں مثال کے طور پر اتر پردیش کے فساد میں بے گھر ہوئے لوگوں کی جو رپورٹ ایمنسٹی انٹرنیشنل نے شائع کی ہے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی صورت حال بھی اچھی نہیں ہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ ہے کہ بے گھر ہوئے لوگوں کی باز آبادکاری کے مسئلہ پر حکومت کبھی سنجیدہ نہیں ہوئی، نہ اس سلسلہ میں ان کا نکتہ نظر ہی واضح ہے۔ وہ یہ سمجھنے میں ناکام رہی ہے کہ باز آبادکاری کے عمل میں گرچہ روپیہ بھی اہم چیز ہے، لیکن یہ تو اس کا صرف ایک چھوٹا سا حصہ ہے، معاوضہ کے نام پر چند روپیوں کے چیک پکڑا دینے کا نام ہی باز آبادکاری نہیں ہے۔ اس لیے کہ جب کوئی شخص خواہ کسی بھی وجہ سے جب اپنا گھر بار چھوڑنے پر مجبور ہوتا ہے تو وہ صرف اپنی رہائش ہی نہیں چھوڑتا ہے، بلکہ اس کا مکمل سماجی نیٹ ورک ختم ہو جاتا ہے، رشتے ناتے، ماحول ومعاشرہ، طرز زندگی، نام ونمود، عزت وشہرت، رتبہ وحیثیت، سب کچھ اس کو ترک کرنا پڑتا ہے اور ہر اس چیز سے محروم ہو جاتا ہے جو اس کے لیے زندگی گذارنے کا اثاثہ تھا۔ اور ان چیزوں کو دوبارہ حاصل کرنے میں برسوں لگ جاتے ہیں اور کئی نسلیں گذر جاتی ہیں۔ اور کوئی بھی رقم یا مالی معاوضہ (گرچہ یہ بھی اہم چیز ہے) اس کا بدل نہیں ہوسکتا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ حکومت کبھی بھی سنجیدگی کے ساتھ یہ جاننے کی کوشش نہیں کرتی ہے کہ کسی واقعہ کے رونما ہونے سے در حقیقت کتنے لوگ متاثر ہوئے۔ مثال کے طور پر جب بھی کہیں فساد ہوتا ہے، بہت سے لوگ جان بچانے کے لیے محفوظ مقامات پر چلے جاتے ہیں۔ کیا کوئی بھی ریاستی حکومت ایسے تمام لوگوں کا جو اس فساد میں اپنے گھر بار کو چھوڑ کر گئے ہیں، ڈاٹا اکٹھا کرنے کی کوشش کرتی ہے؟ یقیناً نہیں کرتی ہے۔ ہم کو بہت ہی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہندوستان میں مرکزی و ریاستی حکومتوں کا ریکارڈ اپنے شہریوں کے ان بنیادی حقوق کا تحفظ کرنے میں بہت ہی خراب ہے، جن کے تحفظ کی یقین دہانی اس ملک کا جمہوری دستور اپنے شہریوں سے کرتا ہے۔

آزادی کے بعد ہوئے کچھ فرقہ وارانہ فسادات

☆ ۱۹۶۷ء کا رانچی ہٹیا فساد: (۲۲-۲۹ اگست ۱۹۶۷) اس میں ۱۸۴/ لوگ مارے گئے، دو سو دکانیں لوٹی گئیں اور ان میں آگ لگا دی گئی اور کروڑوں کی املاک ضائع ہوئیں، تین مسجدیں بھی شہید کر دی گئیں۔

☆ ۱۹۶۹ء کا گجرات فساد: (ستمبر-اکتوبر ۱۹۶۹) اس میں ۵۱۲ لوگ مارے گئے، ۱۰۸۴ زخمی ہوئے، ساڑھے چار کروڑ کی املاک ضائع ہوئیں۔

☆ ۱۹۸۰ء کا مرادآباد فساد: پولیس کے ذریعہ عیدگاہ سے سور ہٹانے سے انکار کرنے پر بھڑکے اس فساد میں ۴۰۰ لوگوں کو جان گنوانی پڑی، ۱۵۰/ دکانوں کو لوٹ کر آگ لگا دیا گیا، تین مسجدیں شہید ہوئیں۔

☆ ۱۹۸۳ء کا نیلی قتل عام: اس قتل عام میں غیر سرکاری رپورٹ کے مطابق دس ہزار سے زیادہ مسلمانوں کو قتل کیا گیا، سرکاری رپورٹ ۲۱۹۱ ہے۔

☆ ۱۹۸۴ء کا بھیونڈی رائٹ: اس میں ۲۷۸ مسلمانوں کا قتل ہوا، جبکہ ۱۱۱۵/ افراد زخمی ہوئے۔

☆ ۱۹۸۴ء کا سکھ دنگا: اس میں ۸۰۰۰ سے زیادہ سکھوں کو جان گنوانی پڑی۔

☆ ۱۹۸۵ء کا گجرات فساد: اس میں ۲۷۵ مسلمانوں کا قتل ہوا۔

☆ ۱۹۸۷ء کا میرٹھ فساد: اس میں ۳۴۶ مسلمانوں کا قتل ہوا، جس میں ۴۲ نہتے مسلمانوں کو ہاشم پورا میں پی اے سی نے قتل کیا۔

☆ ۱۹۸۹ء کا بھاگل پور فساد: سرکاری رپورٹ کے مطابق اس فساد میں ایک ہزار سے زائد لوگوں کو اپنی جان گنوانی پڑی

☆ ۱۹۹۰ء کا حیدرآباد فساد: اس فساد میں ۲۵۰ سے زائد لوگ مارے گئے۔

☆ ۱۹۹۲ء کا بمبئی رائٹ: بابری مسجد کی شہادت کے بعد بھڑکے اس فساد میں ۲۵۰ سے زائد لوگوں کو اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑا۔

☆ ۲۰۰۲ء کا گجرات فساد: گودھرا میں ٹرین حادثے کے بعد بھڑکے اس فساد میں ۱۰۴۴ لوگوں کی جان گئی، ۲۵۰۰ سے زیادہ زخمی ہوئے اور اربوں کی املاک نذر آتش کر دی گئی۔

☆ ۲۰۱۳ء کا مظفر نگر فساد: اس فساد میں ۶۲ لوگ ہلاک اور ایک سو زخمی ہوئے

سید محمد عادل فریدی

اخبارِ جہاں

ٹرمپ نے روہنگیا بحران ختم کرنے کی اپیل کی

امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ نے میانمار میں روہنگیا مسلمانوں کے خلاف تشدد کی روک تھام کے لئے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل سے ٹھوس اور فوری کارروائی کرنے کی اپیل کی ہے۔امریکی نائب صدر مائیک پنس نے اس کی اطلاع دی۔انہوں نے اس مصیبت کو دنیا کے لئے خطرہ قرار دیا(یواین آئی)

فلسطینی صدر محمود عباس کی اقوام متحدہ سے اسرائیلی قبضہ ختم کرانے کی اپیل

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے فلور سے فلسطینی صدر محمود عباس نے عالمی ادارے سے اپیل کی ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو اٹھاتے ہوئے اسرائیل کے مسلسل قبضے کو ختم کرنے میں اپنا کردار ادا کرے اور ایک مستقل فلسطینی ریاست کے قیام کو یقینی بنائے۔اقوام متحدہ کے نیوز سینٹر کے مطابق مسٹر محمود عباس نے گزشتہ روز جنرل اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ''اسرائیل کا قبضہ ختم کرانے اور مستقل فلسطینی ریاست میں فلسطینی عوام کو آزاد اور خوشحال زندگی بسر کرنے کا حق دلانے کے لئے اقوام متحدہ قانونی، سیاسی، اخلاقی اور انسانی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔عالمی ادارہ اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے ۴ر جون ۱۹۶۷ء کی سرحدوں پر آزاد فلسطینی ریاست کا قیام عمل میں لائے، جس کی راجدھانی مشرقی یروشلم کو بنایا جائے۔''(یواین آئی)

خواتین سے متعلق متنازع بیان پر سعودی عالم پر پابندی عائد

سعودی حکومت نے عالم دین الشیخ سعد الحجری کی جانب سے خواتین سے متعلق متنازع بیان جاری کرنے پر ان کے خطبات اور تقاریر کرنے پر پابندی عائد کردی۔سعودی میڈیا کے مطابق عسیر کے علاقے کے معروف عالم دین الشیخ الحجری نے اپنے ایک بیان میں کہا تھا کہ خواتین کے پاس مردوں کی نسبت ''ایک چوتھائی عقل'' ہوتی ہے۔ان کے اس بیان پر عوامی حلقوں میں شدید ردعمل سامنے آیا جب کہ سوشل میڈیا پر بھی ان کی حمایت اور مخالفت میں بحث چھڑ گئی۔بہت سے لوگوں نے الشیخ الحجری کے خواتین سے متعلق بیان کو نامناسب قرار دیا جب کہ بعدازاں سعودی حکومت نے انہیں مسجد میں امامت، خطابت اور تمام دیگر دعوتی سرگرمیوں سے روک دیا۔واضح رہے کہ الشیخ سعد الحجری نے خواتین کی ڈرائیونگ کے نقصان پر ایک طویل لیکچر دیا تھا جس میں انہوں نے خواتین کی گاڑی چلانے کے 20 نقصانات بیان کئے تھے۔ان کا کہنا تھا کہ خواتین کے پاس ایک چوتھائی عقل ہوتی ہے اس لئے انہیں ڈرائیونگ کی اجازت نہیں ملنی چاہئے۔(نیوز ایکسپریس پی کے)

چین میں سوشل میڈیا پر اسلام مخالف الفاظ استعمال کرنے پر پابندی

چین نے سوشل میڈیا پر مسلمانوں کے خلاف استعمال ہونے والے الفاظ پر پابندی لگادی ہے، یہ پابندی سوشل میڈیا پر مسلمانوں کی کردارکشی کے حوالے سے استعمال کیے جانے والے الفاظ کے بعد لگائی گئی، تاہم اس حوالے سے حکام نے کئی الفاظ بلاک بھی کیے ہیں۔واضح رہے کہ چین دنیا کا سب سے آبادی والا ملک ہے اور یہاں اسلام دوسرا بڑا مذہب ہے، آزاد ذرائع کے مطابق چین میں مسلمانوں کی آبادی ۸ر کروڑ سے زائد ہے۔(نیوز ایکسپریس)

شمالی کوریا کی ایک اور جوہری تجربہ کرنے کی دھمکی

شمالی کوریا نے ایک بار پھر دھمکی دی ہے کہ وہ جلد بحرالکاہل میں ایٹم بم کا ایک اور تجربہ کرسکتا ہے۔شمالی کوریا کے صدر کم جونگ ان نے امریکہ کے صدر ڈونلڈ ٹرمپ کو''خبط الحواس'' قرار دیتے ہوئے کہا کہ انہیں اپنی دھمکیوں کی قیمت ادا کرنا ہوگی۔اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی سے اپنے پہلے خطاب میں امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے شمالی کوریا کو کڑی تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے کہا تھا کہ اگر اس نے امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو دھمکیاں دینا بند نہ کیں تو وہ شمالی کوریا کو صفحۂ ہستی سے مٹادیں گے۔انہوں نے کم جونگ ان کو''راکٹ مین'' قرار دیتے ہوئے کہا تھا کہ وہ خودکشی کے سفر پر ہیں، جس کا انجام سوائے تباہی کے اور کچھ نہیں ہوگا۔اپنے ردِعمل میں شمالی کوریا کے سربراہ کم جونگ ان نے کہا ہے کہ ڈونلڈ ٹرمپ کے بیان نے ثابت کردیا ہے کہ شمالی کوریا کا جوہری پروگرام ''صحیح راستے'' پر ہے۔انہوں نے دھمکی دی کہ وہ امریکہ کے خلاف ''تاریخ کے سخت ترین جوابی اقدامات'' کریں گے اور ''خبطی امریکی بوڑھے'' کو آگ سے جواب دیں گے۔شمالی کوریا نے تین ستمبر کو جوہری بم کا اپنا چھٹا تجربہ کیا تھا جس کے بارے میں اس کا دعویٰ ہے کہ وہ ہائیڈروجن بم تھا۔تجربے کے جواب میں اقوامِ متحدہ نے شمالی کوریا پر عائد اقتصادی پابندیاں مزید سخت کردی ہیں۔اس تجربے کے نتیجے میں بحرالکاہل میں موجود جزائر انتہائی خطرناک تابکاری کا نشانہ بھی بن سکتے ہیں، جب کہ دھماکے سے پیدا ہونے والی الیکٹرومیگنیٹک لہروں کے باعث خطے کے برقی نظام اور تنصیبات کو شدید نقصان پہنچ سکتا ہے۔(وائس آف امریکہ)

پاکستان ٹیررستان بن گیا ہے؛اقوام متحدہ میں ہندوستان کا الزام

ہندوستان نے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں پاکستان کے وزیراعظم شاہد خاقان عباسی کے خطاب کے جواب میں، جس میں انھوں نے بھارت کے زیرانتظام کشمیر میں انسانی حقوق کی مبینہ خلاف ورزیوں پر بھارت کی مذمت کی گئی تھی، پاکستان کو''ٹیررستان''، یعنی''دہشت گرد سرزمین'' قرار دیا ہے۔اقوام متحدہ میں ہندوستان کی فرسٹ سکریٹری اینم گمبھیر نے ایک بیان میں الزام عاید کیا کہ''پاکستان دہشت گردی کا مترادف بن گیا ہے، جہاں عالمی دہشت گردی کی صنعت پنپ رہی ہے اور اس کی برآمدات میں مسلسل اضافہ ہورہا ہے اور اس معاملے میں اس کا کوئی مقابلہ نہیں ہے''۔ہندوستانی سفارت کار نے کہا ہے کہ''پاکستان کو یہ تسلیم کرلینا چاہیے کہ کشمیر ہندوستان کا اٹوٹ حصہ ہے اور دنیا کو پاکستان سے انسانی حقوق کے احترام کا سبق سیکھنے کی ضرورت نہیں۔''اس سے قبل شاہد خاقان عباسی نے اپنے خطاب میں بھارت کے زیرانتظام کشمیر میں''طاقت کے بے تحاشہ استعمال'' کا الزام عاید کیا تھا اور عالمی برادری سے وادی کی صورت حال کی تحقیقات کرانے کی اپیل کی تھی۔(وائس آف امریکہ)

بزنس، روزگار و کیریر

ملک میں بجلی سے چلنے والے رکشے اور بسیں متعارف

ہندوستان میں ایک لاکھ بیٹری سے چلنے والی مسافر بسیں اور رکشے چلانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ہندوستان ۲۰۳۰ء تک تمام گاڑیوں کو بجلی سے چلنے والا بنانا چاہتا ہے۔ہندوستان کا شمار دنیا کی سب سے زیادہ آبادی والے ممالک میں ہوتا ہے، جہاں ایندھن کی دستیابی بہت بڑا مسئلہ ہے، اس لیے ہندوستان اب روایتی ایندھن کے استعمال کو ترک کرنے کے پلان پر کاربند ہے۔تجزیہ کاروں کی رائے میں ہندوستان کا ۲۰۳۰ء تک تمام گاڑیوں کو بیٹری سے چلنے والا بنانا بہت مشکل ہے۔ہندوستان میں گاڑیوں کا دھواں فضائی آلودگی کا بہت بڑا باعث ہے اور ماحولیاتی آلودگی کے خلاف کام کرنے والی تنظیموں کی رائے میں اس کی وجہ سے سالانہ لگ بھگ بارہ لاکھ ہلاکتیں ہوجاتی ہیں۔صرف ہندوستان ہی نہیں برطانیہ اور فرانس بھی تمام گاڑیوں کو بجلی سے چلنے والا بنانا چاہتے ہیں۔ان دو ممالک نے ۲۰۴۰ء تک تمام گاڑیوں کو بجلی سے چلنے والا بنائے جانے کا اعلان کیا ہے۔لیکن اب تک دنیا بھر میں صرف تین فیصد ہی ایسی گاڑیاں ہیں جو یا تو بجلی کی مدد سے چلتی ہیں یا پھر ماحول دوست ہائبرڈ گاڑیاں ہیں۔تجزیہ کار عبدالمجید کا کہنا ہے،''تمام گاڑیوں کو بجلی سے چلائے جانا والا بنانا ایک مشکل عمل ہے۔اس کام میں بہت زیادہ چیلنجز کا سامنا کرنا پڑے گا۔''ہندوستان میں گاڑیاں بنانے والی مشہور کمپنی مہندرا اینڈ مہندرا کو توقع ہے کہ اس سال رکشوں سمیت وہ پانچ ہزار بجلی سے چلنے والی گاڑیاں فروخت کرپائیں گے۔ہندوستانی حکومت یہ نہیں چاہتی کہ وہ گاڑیوں کو چارج کرنے والے اسٹیشنوں میں بے تحاشہ سرمایہ کاری کردے بلکہ وہ یہ چاہ رہی ہے کہ توانائی کی نجی کمپنیاں ایسے اسٹیشنوں میں سرمایہ کاری کریں جہاں صارفین اپنی پرانی بیٹریوں کو نئی بیٹریوں کے ساتھ تبدیل کراسکیں۔اے ایف پی کی رپورٹ کے مطابق غیرملکی کمپنیاں ابھی ہندوستان میں بجلی سے چلنے والی گاڑیوں میں سرمایہ کاری کرنے کی خواہش نہیں رکھتیں۔جس کی وجہ سے ہندوستانی کمپنی مہندرا اینڈ مہندرا کو بجلی کی گاڑیوں کی پیداوار بڑھانے کا موقع ملے گا۔مہندرا ہندوستان کی واحد کمپنی ہے جو بجلی سے چلنے والی گاڑیاں بنارہی ہے۔(بحوالہ ڈوئچے ویلے جرمنی)

اب این سی آر ٹی سکھائے گا بچوں کو جنسی استحصال سے بچنے کا طریقہ

بچوں کے ساتھ جنسی استحصال کے بڑھتے واقعات پر لگام لگانے کے لیے نیشنل کاؤنسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹرینگ (این سی آر ٹی) چاہتا ہے کہ بچے گڈ ٹچ اور بیڈ ٹچ (Good Touch and Bad Touch) کے بیچ کا فرق پہچانیں، اورانہیں کتابوں میں یہ پڑھایا جائے کہ جنسی استحصال کا سامنا کرنے پر انہیں کیا کرنا چاہئے۔اسکولی نصاب اور درسی کتابوں کے معاملہ میں حکومت کو مشورہ دینے والے ادارہ این سی آر ٹی نے کہا ہے کہ اگلے تعلیمی سال سے اسکی سبھی درسی کتابوں میں ایسے معاملوں سے نپٹنے کے لیے کیا کرنا چاہئے، اس کی ایک فہرست ہوگی۔اس میں پوکسو قانون اور نیشنل کمیشن فار پروٹیکشن آف چائلڈ رائٹس کے بارے میں معلومات درج ہوں گی اور کچھ ہیلپ لائن نمبر بھی ہوں گے۔این سی آر ٹی کے رشی کیش سینا پتی نے کہا کہ اساتذہ کو گڈ ٹچ اور بیڈ ٹچ کے درمیان کا فرق طلبہ کو سمجھانا چاہئے۔لیکن گارجینوں کے ساتھ اساتذہ بھی اس بات سے واقف نہیں ہوتے کہ ایسی صورت میں کیا کرنا چاہئے اور اس کی رپورٹ کہاں کرنی چاہئے، اس لیے اس سلسلہ میں اگلے سال سے این سی آر ٹی سے شائع ہونے والی تمام درسی کتابوں میں اس سلسلہ میں گائڈ لائنس ہوں گی۔گروگرام کے ایک اسکول میں سات سالہ طالب علم کے قتل اور دہلی کے ایک اسکول میں چپراسی کے ذریعہ پانچ سالہ بچی کی عصمت دری اور اس جیسے دیگر واقعات کے مدنظر طلبہ وطالبات کے تحفظ کے بارے میں فکرمندی میں اضافہ ہوا ہے، اسی لیے یہ قدم اٹھانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔(این ڈی ٹی وی نیوز بیورو)

اب پرائیویٹ کمپنیاں سدھاریں گی ریلوے اسٹیشنوں کی حالت

ہندوستان میں ابھی تک سبھی ریلوے اسٹیشن حکومت کی دیکھ ریکھ میں ہیں، مگر اب ان میں سے کئی ریلوے اسٹیشنوں کو پرائیویٹ کمپنیوں کے ساتھ مل کر ری ڈیولپ کرنے کا منصوبہ ہے، اس کے تحت بھوپال کا حبیب گنج ریلوے اسٹیشن پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ (پی پی پی) ماڈل پر ڈیولپ ہونے والا ملک کا پہلا ریلوے اسٹیشن ہوگا۔اس ماڈل کے تحت حبیب گنج ریلوے اسٹیشن پر دکانوں، آفسوں، ہوٹلوں کے ساتھ کمرشیل ہب موجود ہوں گے۔اس اسٹیشن کو پی پی پی ماڈل کے تحت ڈیولپ ہونے میں تین سال کا وقت لگے گا۔حبیب گنج ریلوے اسٹیشن کے ری ڈیولپنگ آپریشن اور دیکھ بھال کی ذمہ داری ۸ر سالوں کے لیے بھوپال میں قائم بنسل گروپ کو دی گئی ہے۔بنسل گروپ حبیب گنج ریلوے اسٹیشن کی ترقی کے لیے ایک سو کروڑ روپئے کی سرمایہ کاری کریگا۔اسٹیشن شمسی توانائی سے چلے گا اور اس میں ۶ر لفٹ، ۱۱ر اسکلیٹر اور ۳ر ٹریولیٹرس ہوں گے، اس کے علاوہ ۲ر زیرزمین گذرگاہیں، ۳۰۰ر کاروں ۸۵۰ر ٹو وہیلرس، رکشہ، ٹیکسی اور بسوں کے لیے پارکنگ اسپیس ہوگا۔حبیب گنج کے علاوہ آئی آر ایس ڈی سی کچھ اور ریلوے اسٹیشنوں کو ری ڈیولپ کرے گا، ان میں آنندوہار (دہلی)، بجواسن (دہلی)، چنڈی گڑھ (پنجاب)، سورت (گجرات)، موہالی (پنجاب) اور گاندھی نگر (گجرات) شامل ہیں۔انڈین ریلوے کا مقصد چارسو اسٹیشنوں کو پرائیوٹ کمپنیوں کے تعاون سے ترقی دے کر ان کو عالمی پیمانے کی سہولتوں والا بنانا ہے۔(بھاسکر نیوز سروس)

ماہ محرم کا چاند نظر آیا؛ یوم عاشورہ یکم اکتوبر کو

حضرت مولانا عبدالجلیل قاسمی قاضی شریعت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ نے اعلان کیا ہے کہ ۲۱ر ستمبر روز جمعرات کو پھلواری شریف اور اس کے مضافات میں مطلع ابرآلود ہونے کی وجہ سے چاند نظر نہیں آیا لیکن ملک کے دیگر مقامات مغربی بنگال کے کولکاتا، آسنسول، مہاراشٹرا کے ناندیڑ، راجستھان کے جودھپور میں ماہ محرم الحرام کا چاند عام طور پر دیکھا گیا۔جس کی تصدیق کرلی گئی ہے اس لیے مورخہ ۲۲ر ستمبر ۲۰۱۷ء روز جمعہ کو محرم الحرام ۱۴۳۹ھ کی پہلی تاریخ قرار پائی۔اور اس اعتبار سے یوم عاشورہ یکم اکتوبر ۲۰۱۷ء کو ہوگا۔تمام مسلمانوں کو امارت شرعیہ کے ترجمان ہفتہ وار نقیب کی جانب سے اسلامی نیا سال ۱۴۳۹ھ بہت بہت مبارک ہو۔(ادارہ نقیب)

طب وصحت

کھجور توانائی کا خزانہ

شوکت رحمان خٹک

کھجورانتہائی قدیم پھل ہے۔مورفین نے 8000سال قبل مسیح میں عراق کی سرزمین پراس کی موجودگی کا تذکرہ کیا ہے۔یہ گرم مما لک کا پھل ہے اس کی افزائش خلیج فارس کے نواحی علاقے ایران، عراق،افریقہ اورعرب تصور کئے جاتے ہیں ان کے علاوہ دنیا کے دیگر مما لک کی کھجوریں اپنی پیدا اور لذت اور شرینی کے لحاظ سے مشہور ہیں۔کھجورکی لاتعداداقسام ہیں مگراس کی ایک قسم ایسی بھی ہے جس سے شکر کے ساتھ ایک کیمیائی جوہر (Invertas) پایا جاتا ہے جوشکر کو ایسی مٹھاس میں تبدیل کردیتا ہے جسے جسم بآسانی قبول کرلیتا ہے اور ذیابیطس کے مریضوں کو اس سے نقصان نہیں پہنچتا اسے Fructos کہتے ہیں۔مدینہ منورہ کی مشہور عجوہ اور برفی کھجوروں میں یہ جوہر پایا جاتا ہے۔کھجورکی ایک قسم گٹھلی کے بغیر بھی ہے۔

بلاشبہ کھجورتوانائی کا خزانہ ہے کیونکہ اس میں بڑی مقدار میں قوت بخش اجزاء پائے جاتے ہیں مثلاً وٹامن اے،بی ون،بی ٹو،بی سی، کے علاوہ کیلشیم،میگنیشیم،پوٹاشیم،سوڈیم،تانبا،لوہا،فاسفورس،سلفراورلحمیات وغیرہ کھجورکی کثیرالمنافع خصوصیات کی بنا پر نبی کریم ﷺ اس سے روزہ افطار کرنا پسند کرتے تھے۔روزے کے دوران چونکہ دن بھر کچھ نہ کھانے کی وجہ سے جسم کی کیلوریز یا حرارے مسلسل کم ہوتے رہتے ہیں اس لئے افطار کیلئے ایسی خوراک ضروری ہے جوزودہضم اورمقوی ہواور کھجوراس مقصد کیلئے بہترین نعمت ہے اس کے استعمال سے جسم کوفوری توانائی حاصل ہوتی ہےاور طبعی حرارت اعتدال پرآجاتی ہے جس سے بدن گونا گوں امراض سے بچ جاتا ہے۔ غذائیت کی کمی کی وجہ سے قلت خون کے مریضوں کوافطار کے وقت فولاد کی اشدضرورت ہوتی ہےاور وہ کھجور میں قدرتی طور پرموجود ہے۔

گرمی کے دوران اگر ٹھنڈا پانی بھی لیا جائے تو معدے میں گیس،تبخیر اورورم جگر کا خطرہ ہوتا ہے کھجور کے بعد پانی پینے سے یہ خطرہ دور ہوجاتا ہے۔کھجور جگر کے لئے تقویت بخش ہونے کی وجہ سے یرقان کے مرض میں بہترین دوا ہےاور ہاضمے کی خرابی،تبخیر معدہ کی شکایات میں بھی مفید ہے۔نیزاس میں خاصی مقدار میں ریشہ پایا جاتا ہے جوآنتوں میں رُکے ہوئے فضلات کو بدن سے خارج کردیتا ہے۔تپ وق کے مریض اگراس کا استعمال کریں تو یہ سینے اور پھیپھڑوں سے بلغم نکالنے کے ساتھ مریض کوبھرپورقوت بھی فراہم کرتی ہےاس کے علاوہ کھجور میں ایسے اجزاء بھی پائے جاتے ہیں جوگردے مثانے اور پتہ میں پتھری بننے کے عمل کوروکتے ہیں۔

کھجورکورات بھر پانی میں بھگوکرصبح مسل کراس کا پانی پینا صحت کیلئے مفید ہے۔اس سے جہاں پیاس کوتسکین ملتی ہے وہیں اسہال،صفراء اور تیزابیت بھی دور ہوجاتی ہےاور جسم کی غلیظ رطوبتیں خشک ہوجاتی ہیں۔معدے کوتقویت ملتی ہے منہ کے زخم گردوں اور مسوڑھوں کی سوزش، پتھری اور پرانے سوزاک میں بھی اس کے استعمال سے فائدہ ہوتا ہے۔

کھجورقوت ہضم کے مطابق کھائی جائے آنکھیں دکھنے کی حالت میں استعمال نہ کی جائیں۔کمزور معدے کے حامل افرادکم مقدار میں استعمال کریں۔نیز کھجور کے درخت کی ہر شے مفید ہے جیسے کھجور کے پھول کواگر پانی میں گھوٹ کر پیا جائے تو معدے کو طاقت حاصل ہوتی ہے کھجور کے پتوں کی راکھ کو بہترین منجن تسلیم کیا گیا ہے جو دانتوں کے درد میں بھی مفید ہے اگراسے پانی میں ابال کرکلیاں کی جائیں تو آرام آجاتا ہے۔کھجور کا گودا،آنتوں،گردوں اور پیشاپ کی نالی کی سوزش میں فائدہ پہنچاتا ہے۔نیز بیرونی چوٹوں اور منہ کی بدبو میں بھی نافع ہے۔

کھجورکی گٹھلی آنتوں کوطاقت دیتی ہےاور معدے کی گرمی دورکرتی ہے۔دل کے دورے میں کھجور کی گٹھلی سمیت کوٹ کراستعمال کرنا جان بچانے کا باعث بن جاتا ہے کیونکہ یہ دل کی شریانوں میں رکاوٹ کے باعث پیدا ہونے والی تمام بیماریوں اورخاص طور پرشریانوں کی تنگی کا تریاق کا اثر رکھتی ہے کھجوراوراس کی گٹھلی کا مسلسل استعمال دل کے بڑھ جانے میں بھی مفید ہے۔زخموں پرلگانے سے زخم مندمل ہوجاتے ہیں اوردانتوں کا درد بھی دور ہوجاتا ہے۔کھجور کے درخت کی شاخوں پرجس جگہ پھول لگتے ہیں وہاں کونپلوں سے پہلے ایک گاڑھالیس دارشیریں اورخوشبودار مادہ جمع ہوتا ہے جسے گابھا کہا جاتا ہے۔اس کا ذائقہ دودھ اور بادام جیسا ہوتا ہے یہ آنتوں کومضبوط کرتا ہےاور دستوں کوروکتا ہے۔سینے کے دردکودورکرتا ہے۔آواز میں نکھار پیدا کرتا ہےاگرتھوک میں خون آتا ہوتو وہ بھی بند ہوجاتا ہے۔کھانسی دورکرتا ہے قے کوروکتا ہے،چکروں میں بھی فائدہ مند ہے۔منشیات کے استعمال سے پیدا ہونے والاخماردور ہوجاتا ہے۔الرجی میں بھی اس کا استعمال مفید ہے۔

کھجورکا استعمال۔سب سے پہلے ٹھنڈے دودھ میں کھجوریں ڈال کررکھ دیں اس میں چینی ملانے کی ضرورت نہیں ہے۔رات کے وقت کھجوریں پھول کرنرم ہوجائیں گی جس سے بہت لذیذ دودھ تیار ہوجائیگا اوراس کے پینے سے طبیعت کو بہت فرحت حاصل ہوگی۔اس کے علاوہ دن میں پانی میں کھجوریں بھگوکر رکھ دیں اور جب چاہئیں انہیں مسل کر استعمال کرلیں یہ نہ صرف بہترین شربت ہے بلکہ نبی کریم ﷺ کا پسندیدہ مشروب بھی تھا۔یہ مشروب قوت فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ پیاس کوبھی تسکین دیتا ہے۔کھجوروں کو دودھ میں ابال کرگھی میں بھون لینے سے بہترین حلوہ تیار ہوجاتا ہے۔دبلے پتلے کے لئے کھجور کا تسلسل سے استعمال قوت اور وزن بڑھانے کا بہترین نسخہ بھی ہے۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے نکاح کے وقت میں بہت دبلی تھی میری والدہ نے مجھے موٹا کرنے کی بہت تدبیریں کیں مگرسب بے سودر ہیں۔آخرانہوں نے مجھے ککڑی کے ساتھ کھجوریں کھلائیں جس سے میراوزن بڑھ گیا۔

ہفتہ رفتہ — ہفتہ رفتہ — ہفتہ رفتہ — ہفتہ رفتہ — ہفتہ رفتہ — راشد العزیزی ندوی

مدرسہ عظمتیہ میں مسلم پرسنل لاءشریعت بیداری جلسہ 24 ستمبر کو

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے فیصلے کے مطابق ملک کے ہرشہر میں انشاءاللہ خواتین اور مردحضرات کے لئے اجلاس منعقد ہونا ہے،حضرت امیر شریعت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی ہدایت کے مطابق اور امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کے ناظم مولانا انیس الرحمٰن قاسمی صاحب کے مشورہ سے اورضلع نوادہ کا مشہورادارہ دارالقرآن مدرسہ عظمتیہ انصارنگرنوادہ میں تحریک اصلاح معاشرہ مسلم پرسنل لاءبورڈضلع نوادہ کے زیراہتمام مورخہ 24 ستمبر 2017 بروزاتوار بوقت ۹ر بجے صبح تا ۱ر بجے دن عظیم الشان شریعت بیداری اجلاس عام زیرصدارت حضرت مولانا مفتی سہیل احمد قاسمی رکن تاسیسی آل انڈیا مسلم پرسنل لاءبورڈ وصدرمفتی دارالافتاءامارت شرعیہ بہار اڑیسہ جھارکھنڈ اور زیرسرپرستی حضرت قاری شعیب احمد صاحب ضلع کنوینر تحریک اصلاح معاشرہ آل انڈیا مسلم پرسنل لاءبورڈ منعقد ہورہا ہے، جلسے کی تیاری کے سلسلے میں گذشتہ روز مکہ مسجد انصارنگرنوادہ میں اراکین تحریک اصلاح معاشرہ مسلم پرسنل لاءبورڈ اوردانشوران ضلع نوادہ کی میٹنگ منعقد کی گئی۔

کسانوں کوفصل معاوضہ 27ہزارروپے ملیں گے

وزیرزراعت ڈاکٹر پریم کمارنے کہاہے کہ سیلاب متاثرہ کسانوں کوزیادہ سے زیادہ دوایکڑ کے لئے 27ہزار روپے فصل نقصان معاوضہ دئے جانے کا منصوبہ ہے۔محکمہ زراعت نے تجویز تیارکرکے آفات مینجمنٹ کوبھیج دیاہے۔آفات مینجمنٹ محکمہ سے منظوری ملتے ہی رقم کی ادائیگی کردی جائے گی۔سیلاب سے متاثرہ اضلاع میں زراعت قرض اورلگان کی وصولی پرروک لگادی گئی ہے۔ریاست میں 8لاکھ 10453ہیکٹیئرزمین میں فصلوں کا نقصان ہواہے۔فصل نقصان کی شکل میں مرکزی حکومت سے 1093.36 کروڑروپے کا مطالبہ کیا گیاہے۔۔انہوں نے بتایا کہ سینچائی والے حلقہ میں دھان،مکئی اورسبزی کا معاوضہ فی ایکڑ13,500 کی شرح سے زیادہ سے زیادہ دوہیکٹیئر کے لئے 27ہزارروپے کی ادائیگی کی جائے گی۔اسی طرح غیرسینچائی حلقہ کے کسانوں کوفی ہیکٹیئر 6800روپے کی شرح سے دوہیکٹیئر کے لئے 13600روپے کی ادائیگی ہوگی۔سبھی ادائیگی بینک کے توسط سے کی جائے گی۔انہوں نے کہا کہ ریاست کے سیلاب سے متاثر21اضلاع میں فصلوں کوہوئے نقصان کی حقیقی صورت حال کا جائزہ لیا گیا۔متبادل کاشتکاری پربھی غورکیا گیا۔اس کے لئے پنچایت سطح کے افسران،کسان مشیرکولگایا گیاہے۔انہوں نے بتایا کہ جائزہ میں یہ بات سامنے آئی کہ 70-80فیصد دھان کی فصل بچ گئی ہے لیکن جہاں پانی نہیں نکلا ہے وہاں فصلوں کوکافی نقصان ہوا ہے، سیلاب متاثرہ اضلاع میں متبادل زراعت کے لئے کم مدت میں فصلیں جیسے سرسوں،توریا،مولی،موسمی سبزی ،مونگ پھلی وغیرہ کی مانگ ہے۔ربی اورمکئی بیج کی بھی مانگ کی جارہی ہے۔پریس کانفرنس میں محکمہ زراعت کے پرنسپل سکریٹری سدھیرکمار،ایگریکلچرڈائرکٹر ہمانشورائے بھی موجود تھے۔(قومی تنظیم ۲۱ر ستمبر)

بہارٹی ای ٹی میں 17.84فیصدامیدوارہی کامیاب

بہار پرائمری ٹیچرس اہلیتی امتحان 2017 کارزلٹ جاری کردیا گیاہے ریزلٹ کے مطابق درجہ 6 سے 8 کے لیے لئے گئے امتحان میں محض 17.84فیصدامیدوارہی کامیاب ہوئے ہیں۔وہیں درجہ 1 سے 5 کے لئے لئے گئے امتحان مین 49ہزار میں سے صرف 7ہزارامیدواروں نے کامیابی حاصل کی ہے۔پاس ہونے والے امیداروں کا تناسب محض 16.07 ہے۔اس امتحان میں کل گیاہزارتین سواکاون امیداروں کوناہل قراردیا گیاہے۔درجہ ۶ سے ۸ تک کے امتحان میں 1لاکھ 19ہزار 164امیدوار تھے،اس میں سے کل 30ہزار 113امیدار کامیاب ہوئے۔امتحان پاس کرنے کے لئے جنرل کٹ آف ۶۰ فیصد جبکہ ایس سی ایس ٹی کا کٹ آف ۵۰ فیصد تھا،بی سی ۱ اور بی سی ۲ کے لئے کٹ آف ۵۵ تھا۔(عوامی نیوز ۲۲ر ستمبر ۲۰۱۷)

بہارمیں 4618 کروڑکی سرمایہ کاری کاامکان

بہارمیں 4618 کروڑکی سرمایہ کاری کی امید ہے۔ان میں 8226لوگوں کوروزگار ملے گا،ستمبرتک ریاستی سرمایہ کاری حوصلہ افزا بورڈ نے اس سلسلہ میں 465تجاویز کواسٹیج ون کے لیے رضا مندی دے دی ہے۔543آن لائن تجاویز دستیاب ہوئے تھے،یہ تجاویز ریاستی سرمایہ کاری حوصلہ افزاایکٹ 2016 کے نافذ ہونے کے بعد کے ہیں،اسٹیج ون میں کلیرینس والی دوتجاویز شمسی توانائی سے جڑی ہے۔ان میں سے ایک سولر پلانٹ بانکا کے بونسی میں 27.64 کروڑکی لاگت سے اودکتا انرجی اور دوسرا گیا کے شیرگھاٹی میں 81.23 کروڑلاگت سے سنمارگ انرجی لگائے گی،دونوں تجاویز پرمحکمہ توانائی سے رائے مانگی گئی ہے۔اس کے علاوہ بھی توانائی کے شعبہ میں پانچ اورتجاویز آئی ہیں،سب ملاکریہ تجویز 381.55 کروڑکے ہیں۔ان کے ساتھ ہی دوسرے مرحلہ کے مالی حوصلہ افزاکلیرنس کے لیے اب تک کل 48تجاویز ملے ہیں۔ان میں سے 37پررضا مندی دے دی گئی ہے۔ان میں 369.10 کروڑ مجوزہ سرمایہ کاری ہوگی۔ان میں سے 277.99 کروڑکی 10اکائیوں پرکام شروہوگیاہے۔(عوامی نیوز ۲۲ر ستمبر ۲۰۱۷)

محرم الحرام، فضیلت واحکام

محمد رضاء اللہ قاسمی

محرم الحرام اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے، جوکہ اپنی تمام تر خصوصیات و امتیازات کی وجہ سے دیگر مہینوں سے الگ شناخت رکھتا ہے، اس کی حرمت اور تعظیم زمانۂ قدیم سے چلی آرہی ہے، عربوں کے نزدیک اس مہینہ کی تعظیم کا یہ حال تھا کہ اس مہینہ میں لڑائیاں بند کردی جاتی، اسلام نے اس مہینہ کی سابقہ تمام خصوصیات وامتیازات اور حرمت وعظمت کو برقرار رکھا، مزید برآں اسے اسلامی مہینہ کی ابتداء کرکے اس کی عظمت کو دوچند کردیا، اللہ جل شانہ نے اس ماہ کی عظمت وحرمت کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿بے شک اللہ کے یہاں مہینوں کی گنتی بارہ مہینے ہیں اللہ کی کتاب میں، جس دن سے اللہ نے زمین اور آسمان پیدا کیے، ان میں سے چار عزت والے (مہینے) ہیں﴾ (سورۃ التوبۃ:۶۳) ان چار مہینوں کی تفسیر احادیث مبارکہ میں محرم، رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ سے کی گئی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مہینہ کے بارے میں ارشادفرمایا کہ ’’سب سے زیادہ فضیلت والے روزے رمضان کے روزوں کے بعد اللہ کے اس مہینہ محرم الحرام کے روزے ہیں‘‘۔ (مسلم، باب فضل صوم المحرم)

اس حدیث کی تشریح کے ذیل میں علامہ نوویؒ لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ محرم کو اللہ عزوجل کا مہینہ قرار دیا ہے، جو اس کی عظمت اور تقدس کو بتلانے کے لئے کافی ہے؛ چونکہ اللہ عزوجل اپنی نسبت صرف اپنی خصوصی مخلوقات کے ساتھ ہی فرماتے ہیں۔ (شرح نووی علی مسلم)

ماہِ محرم کی فضیلت:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ رمضان کے بعد میں کون سے مہینہ میں روزے رکھوں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ یہی سوال ایک مرتبہ ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھی پیش کیا تھا، اس وقت میں بھی وہاں موجود تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ’’إنْ كُنْتَ صَائِمًا بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ فَصُمِ الْمُحَرَّمَ فانَّه شَهْرُ اللّٰهِ فِيْهِ يَوْمٌ تَابَ اللّٰهُ فِيْهِ عَلٰى قَوْمٍ وَيَتُوْبُ فِيْهِ عَلٰى قَوْمٍ آخَرِيْنَ‘‘. (ترمذی، صوم المحرم) (اگر رمضان کے بعد روزہ رکھنا چاہتے ہو تو محرم کے روزے رکھا کرو؛ کیونکہ یہ اللہ کا مہینہ ہے، اس میں ایک ایسا دن ہے، جس میں اللہ تعالی نے ایک قوم کی توبہ قبول کی تھی اور اس دن دوسری قوم کی بھی توبہ قبول کرے گا۔) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: أَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ صِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ. (ترمذی، صوم المحرم) (رمضان المبارک کے روزوں کے بعد سب سے افضل روزہ ماہ محرم الحرام کا ہے۔)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: مَنْ صَامَ يَوْمًا مِنَ الْمُحَرَّمِ فَلَه بِكُلِّ يَوْمٍ ثَلاثُوْنَ يَوْمًا. (الترغیب والترہیب:۲/۱۱۴) (جو شخص محرم کے ایک دن میں روزہ رکھے اور اس کو ہر دن کے روزہ کے بدلہ تیس دن روزہ رکھنے کا ثواب ملے گا۔)

یوم عاشورہ کی تاریخی حیثیت اوراس کے فضائل:

یوم عاشورہ سے تاریخ کے عظیم واقعات جڑے ہوئے ہیں؛ تاریخ کی کتابوں میں درج ہے، بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ اسی دن آسمان وزمین، قلم اور حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اور حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توبہ قبول ہوئی، حضرت ادریس علیہ السلام کو آسمان پر اٹھایا گیا، حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑ پر جاکر ٹھہری، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ’’خلیل اللہ‘‘ کے لقب سے سرفراز کیا گیا اور ان پر آگ کو گلزار بنادیا گیا، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پیدائش بھی اسی دن ہوئی، حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر کی جیل سے رہائی اور مصر کی حکومت ملی اور والد محترم حضرت یعقوب علیہ السلام سے ایک طویل عرصے کے بعد ملاقات بھی اسی دن ہوئی، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات حاصل ہوئی اور توریت کا نزول ہوا، حضرت سلیمان علیہ السلام کو بادشاہت واپس ملی، حضرت ایوب علیہ السلام کو سخت بیماری سے شفا نصیب ہوئی، حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے نکالے گئے، حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کی توبہ قبول ہوئی اور ان کے اوپر سے عذاب ٹلا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی اور اسی دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہودیوں کے شر سے نجات دلاکر آسمان پر اٹھایا گیا، اسی دن دنیا میں پہلی رحمت کی بارش ہوئی، اسی دن قریش خانہ کعبہ پر نیا غلاف ڈالتے تھے، اسی دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا، اسی دن کوفیوں نے نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور جگر گوشہ فاطمہ رضی اللہ عنہما حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو میدانِ کربلا میں شہید کیا اور اسی دن قیامت بھی قائم ہوگی۔ (عمدۃ القاری باب صیام یوم عاشوراء، نزہۃ المجالس، معارف القرآن، معارف الحدیث) یہ بے شمار فضائل یوم عاشورہ سے متعلق ہیں، جس سے یوم عاشورہ کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

نیز حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ما رأيتُ النبيَّ صلى اللّٰه عليه وسلم يَتَحَرّىٰ صيامَ يومٍ فضَّلَه على غيرِه الّا هذا اليومَ يومَ عاشوراءَ وهذا الشهرَ يعنى شهرَ رَمَضَان (بخاری، مسلم) (میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی فضیلت والے دن کے روزہ کا اہتمام بہت زیادہ کرتے نہیں دیکھا، سوائے اس دن؛ یعنی یومِ عاشوراء کے اور سوائے اس ماہ یعنی ماہِ رمضان المبارک کے۔)

عاشورہ کا روزہ:

احادیث میں عاشورہ کے دن کے روزے کی بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں، حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: انّي أَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُكَفِّرَ السنة التي قَبْلَه. (مجھے امید ہے کہ عاشوراء کے دن کا روزہ گذشتہ سال کے گناہوں کا کفارہ ہوجائے گا۔)

دور جاہلیت میں قریش یوم عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے، خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس دن کا روزہ رکھنا ثابت ہے، مدینہ طیبہ آنے پر یہودیوں کو عاشورہ کا روزہ رکھتے دیکھا اور آپ تک یہ روایت پہنچی کہ یہ وہ مبارک تاریخی دن ہے، جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو اللہ تعالیٰ نے نجات عطا فرمائی تھی اور فرعون اور اس کے لشکر کو غرقاب کیا گیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن کے روزے کا زیادہ اہتمام فرمایا اور مسلمانوں کو بھی عمومی حکم دیا کہ وہ بھی اس دن روزہ رکھا کریں، (بخاری:۱/۴۸۱) بعض حدیثوں میں ہے کہ آپ نے اس کا تاکیدی حکم فرمایا، نیز یہ بھی فرمایا کہ شکرانہ کے زیادہ حقدار ہیں۔ ربیع بنت معوذ بن عفراء سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم عاشورہ کی صبح مدینہ منورہ کے آس پاس کی ان بستیوں میں جن میں انصار رہتے تھے، یہ اطلاع بھجوائی کہ جن لوگوں نے ابھی تک کچھ کھایا پیا نہ ہو، وہ آج کے دن روزہ رکھیں اور جنہوں نے کچھ کھا پی لیا ہو، وہ بھی دن کے باقی حصے میں کچھ نہ کھائیں؛ بلکہ روزہ داروں کی طرح رہیں، بعد میں جب رمضان المبارک کے روزے فرض ہوئے تو عاشورہ کے روزہ کی فرضیت منسوخ ہوگئی اور اس کی حیثیت ایک نفل روزہ کی رہ گئی۔ (بخاری، مسلم) لیکن اس کے بعد بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہی رہا کہ آپ رمضان المبارک کے فرض روزوں کے علاوہ نفلی روزوں میں سب سے زیادہ اسی روزہ کا اہتمام فرماتے تھے۔

اسی کے ساتھ یہودیوں کی مشابہت سے بچنے کے دسویں محرم الحرام کے روزہ کے ساتھ نویں یا گیارہویں کا روزہ ملالینے کا حکم دیا، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عاشورہ کے دن روزہ رکھا اور صحابہ کو بھی اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا تو صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! یہ تو وہ دن ہے جو یہود ونصاری کے ہاں بڑا عظمت والا ہے اور چونکہ یہود ونصاری کی مخالفت ہمارا شیوہ ہے؛ لہٰذا ہم روزہ رکھ کر اس دن کی عظمت کرنے میں یہود ونصاری کی موافقت کیسے کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر میں آئندہ سال زندہ رہا تو نویں تاریخ کو ضرور روزہ رکھوں گا۔ (مسلم، باب أی یوم یصام) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشوراء کے روزے کے تعلق سے ارشادفرمایا: یہ روزے رکھو، یہودیوں کی مخالفت کرو اور اس سے ایک دن پہلے یا اس کے ایک دن بعد بھی روزہ رکھو۔ (مسند بزار، مسند عبداللہ بن عباس) علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ عاشورے کے دن روزہ رکھنا مستحب ہے؛ مگر اس کے ساتھ ہی عاشورہ سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد میں بھی روزہ رکھنا مستحب ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ صرف عاشورا کے دن روزہ رکھنا مکروہ ہے؛ کیونکہ اس سے یہود کے ساتھ مشابہت لازم آتی ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح، باب صیام التطوع)

اهل وعیال پر فراخ دلی:

اس روز اہل وعیال پر کھانے پینے میں وسعت اور فراخ دلی کا مظاہرہ کرنا چاہئے، بعض احادیث میں آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: جو شخص عاشورہ کے دن اپنے اہل وعیال پر کھانے پینے میں فراخی اور وسعت سے کام لے گا تو اللہ جل شانہ اس پر پورے سال رزق میں وسعت عطا فرمائیں گے۔

ماہ محرم اوربدعات ورسومات:

ماہ محرم کے فضائل اور عظمت کا تقاضہ یہ ہے کہ اس ماہ میں زیادہ سے زیادہ نیکی اور ثواب کے کام کئے جائیں؛ لیکن آج صورتحال یہ ہے کہ نیکی اور ثواب کا مستحق بننے کے بجائے لوگ گناہ کا ارتکاب کرجاتے ہیں، اس مہینہ کی فضیلت تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے پہلے سے ثابت ہے، صرف معرکۂ کربلا میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی وجہ سے اس دن کو رسومات وبدعات سے بھرپور دن بنا کر رکھ دیا گیا ہے، جس سے بچنے کی ضرورت ہے۔

ماتمی مجلسیں اوردیگر رسومات:

ماتمی مجلسیں لگانا، تعزیہ کے جلوس کا نظارہ کرنا شرعی اعتبار سے صحیح نہیں ہے، بعض گھروں میں اس دن کھچڑا وغیرہ پکانے کا بھی رواج ہے، جو بالکل ناجائز اور حرام ہے، یہ اہل بیت رسول سے دشمنی رکھنے والوں کی ایجاد کردہ رسم ہے؛ کیوں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خوشی میں خوارج دسویں تاریخ کو مختلف اناج ملاکر پکاتے ہیں۔ (البدایۃ والنہایۃ: ۸/۵۹۹) بعض شہروں میں دیکھا جاتا ہے کہ اس روز راستوں اور چوراہوں پر اسٹیج لگاکر پانی اور شربت وغیرہ کا انتظام کیا جاتا ہے، جو کہ گرچہ کار ثواب ہے؛ لیکن یہ کام تو سب دن کرنے کے ہیں، کسی متعین دن ہی اس کام کو کرنا قباحت سے خالی نہیں ہے، کچھ لوگ اس دن مٹھائی، شیرنی وغیرہ بھی تقسیم کرتے ہیں، یہ بھی خلاف شریعت کام ہے، بعض جگہوں پر اس دن کو عید کی طرح منایا جاتا ہے، حالانکہ احادیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں صرف دو ہی عید ہے، ایک عیدالفطر، دوسرا عید قرباں، اس طرح شریعت میں نئی چیز ایجاد کرنے کے مترادف ہوگا، جو کہ صحیح نہیں ہے، اللہ نے کسی دن میں کوئی نحس نہیں رکھا ہے، بعض مقامات میں محرم کے مہینہ میں شادی نہیں کی جاتی ہے، بعض جگہوں میں لوگوں کا عقیدہ ہے کہ محرم کی شادی دیر تک قائم نہیں رہتی ہے، یہ سب من گھڑت باتیں ہیں، دن تو ساری کی ساری اللہ کی بنائی ہوئی ہے، نحس کا تعلق کسی دن یا تاریخ سے نہیں ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ماہ محرم فضیلتوں سے بھرپور مہینہ ہے، اس کی فضیلتوں کو حاصل کرنے کی کوششیں کریں، روزے رکھیں اور اہل وعیال پر رزق میں وسعت دے کر سعادت دارین سے فیضیاب ہوں۔

مراسلہ

صدائے عام ہے ہر نکتہ داں کے لئے

مکرمی ! دیر سے ہی صحیح جس طرح اقوام متحدہ میں مسلم حکمرانوں کے ساتھ ساتھ مسلمانان عالم نے برما میں روہنگیائی مسلمانوں کی نسل کشی پر آواز اٹھانی شروع کی ہے، امید کی جانی چاہیے کہ اس کا اثر جلد ہی ظاہر ہوگا۔ ہندوستان کے اندر بھی مسلمان کم وبیش گذشتہ ستر برسوں سے انہی حالات سے دوچار ہیں۔ آج بھی مظفر نگر، شاملی، گجرات کے متاثرین زندگی اور موت سے جوجھ رہے ہیں، انہیں کیمپوں میں رہنا پڑ رہا ہے، جہاں صاف پانی بھی نصیب نہیں سرکاری وعدے جھوٹ ثابت ہورہے ہیں، مسلمانوں کے مسیحا اور سیکولرزم کے علمبردار کہے جانے والے اعظم خان اور اکھلیش سنگھ کے دورحکومت میں مظفرنگر اور شاملی میں جو کچھ ہوا اور وہ آج تک کن حالات سے دوچار ہیں ریمنٹی انٹرنیشنل کی رپورٹ سے جگ ظاہر ہے، مظفرنگر میں 82 فیصد اور شاملی میں 17 فیصد کا کنبوں میں صاف پانی تک دستیاب نہیں ۔ سرکاری معاوضہ نہ ملنے سے سینکڑوں خاندانوں کی زندگیاں ناگفتہ بہ ہیں فسادات کے ہونے کی علم قبل از وقت اکھلیش سنگھ کو تھا مگر کوئی احتیاطی تدبیر نہیں کی اور ہفتوں قتل وغارت گری کا بازار گرم کیا جاتا رہا قاتلوں کو کھلی چھوٹ دیدی گئی، دکھاوا کیلئے کچھ مقدمات ہوئے جو تو بعد میں بیشتر ختم کر دئے گئے۔ مدبر قلم اقوام عالم سے شکایتی تحریر رقم فرمائیں---------**مظفر احمد**

بقیہ ناواقفیت

تین طلاق کے سپریم کورٹ کے فیصلے پر بھی ان کی رائے شریعت کے مطابق ہے، وہ اس بات کو تسلیم نہیں کرتیں کہ تین طلاق کو کالعدم کرنے سے، عورتوں کے مسائل حل ہو جائیں گے اور صنفی مساوات کا سہارا لے کر عدالت نے فیصلہ دیا ہے، اس سے مساوات کس طرح قائم ہو سکے گا، کیا اس مسئلے پر جو پارلیامنٹ کو قانون بنانے کی ہدایت دی گئی ہے، وہ قانون کا مسودہ مرد وعورت ہر دو کی جانب سے طلاق کے حق پر مشتمل ہوگا، یا اسے ہندو میرج ایکٹ کا چربہ بنایا جائے گا ، فیصلہ کے بعد یہ موضوع چرچا میں تھا، دھیرے دھیرے فضا میں خاموشی طاری ہے، فضا کی خاموشی کبھی کبھی بڑے طوفان کا بھی پیش خیمہ ہوتی ہے، اس طوفان سے دین وایمان کے بچانے کے لئے لیے بڑے منصوبے پر کام کی ضرورت ہے، منصوبہ بڑا ہو اور خاموشی کے ساتھ اس پر کام کیا جائے، یہی وقت کل ضرورت ہے، ورنہ کلد یپ نیر جیسے لوگ لوگوں کو گمراہ کرتے رہیں گے۔

بقیہ کولنگ پریڈ...... ایسے میں ہندوستانی قانون میں بلوغیت کے سن وسال تک نکاح کو روکے رکھنا عقل وشعور اور فہم وفراست کے بھی خلاف ہے، اس لیے مسلم پرسنل لا میں کم عمری کی شادی کو لازم نہیں کیا گیا ، بلکہ ایک گنجائش رکھی گئی، اسی طرح کبھی ایسا ضروری ہوجاتا ہے کہ یک بارگی دی گئی طلاق کو نافذ مان کر عورت کو اس پریشانی سے نجات دلایا جائے ، جس میں وہ مبتلا ہے، یہ طریقہ غلط ہے، لیکن بعض حالات میں عورت کا فائدہ اسی میں ہوتا ہے کہ اس کی فوراً گلوخلاصی ہو جائے ، شریعت نے جو طلاق کا طریقہ بتایا ہے اور عدت کی جو مدت مقرر کی ہے، اس کی منشا یہی تو ہے کہ غور وفکر اور سوچ سمجھ کر ترک تعلق کا فیصلہ لیا جائے، صلح صفائی کا موقع دیا جائے اور ہر ممکن طور پر رشتہ کی بقا کے سامان کیے جائیں، لیکن اگر کسی مقدمہ میں قاضی کی قوت تمیزی یہ کہتی ہے کہ اس رشتہ کی بقا میں مفاسد زیادہ ہیں، اور حدود اللہ کی بقا کے امکانات ختم ہوگیے ہیں تو وہ فوری طور پر تفریق کا فیصلہ شواہد وثبوت کی روشنی میں کرسکتا ہے، اسلام میں یہ طریقہ ہر دور میں باقی رہا ہے اور رہے گا، کیوں کہ یہ الٰہی قانون ہے، انسانی قانون ہے۔

بقیہ فرضی باباؤں پر لگام

ایک سروے میں بتایا گیا ہے کہ تئیس فی صد لوگوں کی عقیدت باباؤں سے کم ہوئی ہے، پنچانوے فی صد لوگوں نے ان کی جائیداد کی جانچ کرانے کا مطالبہ کیا، البتہ تیس فی صد لوگ بابا کے کرشموں سے اب بھی متاثر ہیں، ایسے متاثرین کی تعداد عورتوں میں تیرہ فی صد اور مردوں میں ۱۹ر فی صد ہے، بر اسی فی صد لوگوں کی رائے یہ ہے کہ مٹھی بھر باباؤں کی وجہ سے بھی مذہبی پیشوا بدنام ہوتے ہیں، بھاسکر نے یہ اعداد وشمار اٹھائیس ریاست ، چھ مرکزی سرکار کے تحت ریاستوں کے چھپن ہزار تین سو اڑتیس لوگوں کی رائے جاننے کے بعد جاری کی ہے، سروے کے مطابق باباؤں پر اعتقاد کے معاملے میں چنڈی گڈھ سب سے پیچھے ہے، یہاں صرف نو فی صد لوگ ہی بابا پر بھروسہ کرتے ہیں، جب کہ اتر پردیش کے پینتیس فی صد لوگ وہ ہیں جو باباؤں پر اعتماد واعتقاد رکھتے ہیں، مختلف عمر کے لوگوں میں پچیس سال سے کم عمر کے لڑکے صرف پندرہ فی صد ہی ان پر بھروسہ کرتے ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نئی نسل ان باباؤں سے دور ہو رہی ہے اور اگلی پیڑھی میں یہ سلسلہ مزید کم سے کم تر ہوتا چلا جائے گا۔ اکھاڑہ پریشد کے اس فیصلہ کا اثر کمبھ، اردھ کمبھ اور ہر سال ماگھ مہینے میں لگنے والے میلے میں نظر آسکتا ہے، اور اگر حکومت نے پریشد کے فیصلے کو مان لیا تو ان میلوں میں ان باباؤں کو کسی قسم کے کیمپ لگانے کی اجازت نہیں ملے گی، اور وہ ہندو سماج کے روایتی میلوں سے دور رہنے پر مجبور ہوں گے، یہ ایک اچھا قدم ہے، جسے سادھو سنتوں نے داخلی بے راہ روی کو دور کرنے کے لیے اٹھایا ہے۔

اعلان مفقــــود الخبــــری

● **مقدمہ نمبر ۲۷/۶۸۸/۳۸ھ** (متدائرہ دارالقضاء رانچی) رخسار پروین بنت کلیم انصاری مقام فاطمہ نگر، ڈھیپا ٹولی ڈاک خانہ پنداگ ضلع رانچی ۔ مدعیہ۔ بنام ۔ فاروق شاہ ولد بشیر حسین شاہ مقام پنج تارہ ڈاک خانہ ٹاڈ ضلع کپواڑہ ، جموں اینڈ کشمیر۔ مدعا علیہ۔ اطلاع بنام مدعا علیہ، مقدمہ ہذا میں مدعیہ نے آپ کے خلاف دارالقضاء رانچی میں دوسالوں سے نان ونفقہ اور حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر فسخ نکاح کا دعویٰ دائر کیا ہے۔ لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ آپ جہان کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور تاریخ پیشی ۲۹ر محرم الحرام ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۹ر اکتوبر ۲۰۱۷ء روز جمعرات کو خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹ر بجے دن دارالقضاء امارت شرعیہ کربلا ٹینک روڈ رانچی میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں ، واضح رہے کہ عدم حاضری وعدم پیروی کی صورت میں مقدمہ فیصل کیا جا سکتا ہے۔ قاضی شریعت

● **مقدمہ نمبر ۲۸/۱۵۸/۳۸ھ** (متدائرہ دارالقضاء یکہتہ ضلع مدھوبنی) افسانہ خاتون بنت محمد مرتضی، مقام بھلہا ڈاکخانہ بیرپور تھانہ لکمنیاں ضلع مدھوبنی ۔ مدعیہ۔ بنام ۔ محمد کتاب علی ولد محمد اسلام، مقام بیلا باندھ ڈاکخانہ جے نگر تھانہ جے نگر ضلع مدھونی ۔ مدعا علیہ۔ اطلاع بنام مدعا علیہ۔ مقدمہ ہذا میں مدعیہ ساکنہ بالا نے آپ کے خلاف عدالت دارالقضاء یکہتہ ضلع مدھوبنی میں عرصہ چھ سالوں سے غائب ولا پتہ ہونے اور نان ونفقہ ودیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے۔ لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں مورخہ ۳ر صفر ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۳ر اکتوبر ۲۰۱۷ء روز سوموار کو خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹ر بجے دن مرکزی دارالقضاء پھلواری شریف پٹنہ حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ مذکورہ بالا تاریخ پر حاضر نہ ہونے کی صورت میں مقدمہ فیصل کیا جاسکتا ہے۔ فقط قاضی شریعت

● **مقدمہ نمبر ۵۳/۲۹۳/۳۸ھ** (متدائرہ دارالقضاء ڈہری اون سون رہتاس) صالحہ پروین بنت غلام مصطفیٰ مقام کلامی محلّہ اورنگ آباد ڈاکخانہ اورنگ آباد ضلع اورنگ آباد ۔ مدعیہ۔ بنام شاہنواز احمد ولد حکیم عبدالغفار مقام اندرا نگر سید راجہ، ڈاکخانہ سید راجہ ضلع چندولی یوپی ۔ مدعا علیہ۔ اطلاع بنام مدعا علیہ۔ مقدمہ ہذا میں مدعیہ ساکنہ مذکورہ بالا نے آپ کے خلاف عدالت دارالقضاء ڈہری اون سون رہتاس میں عرصہ دوسال سے غائب ولا پتہ ہونے نان ونفقہ ودیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا مقدمہ دائر کیا ہے۔ لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں مورخہ ۲ر صفر المظفر ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۲ر اکتوبر ۲۰۱۷ء روز اتوار خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹ر بجے دن دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں مقدمہ فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط قاضی شریعت

● **مقدمہ نمبر ۵۱/۲۹۱/۳۸ھ** (متدائرہ دارالقضاء ڈہری اون سون رہتاس) شاہین پروین بنت محمد ریاض الدین مقام وڈاکخانہ سرس تھانہ بارون ضلع اورنگ آباد ۔ بنام ۔ محمد کمال ولد زین العابدین انصاری مقام وڈاکخانہ تراڑ تھانہ داؤد نگر ضلع اورنگ آباد ۔ مدعا علیہ۔ اطلاع بنام مدعا علیہ۔ مقدمہ ہذا میں مدعیہ ساکنہ مذکورہ بالا نے آپ کے خلاف عدالت دارالقضاء ڈہری اون سون رہتاس میں عرصہ سات سال سے غائب ولا پتہ ہونے نان ونفقہ ودیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے۔ لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں مورخہ ۲ر صفر ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۲ر اکتوبر ۲۰۱۷ء روز اتوار خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹ر بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ مذکورہ تاریخ پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں مقدمہ فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط قاضی شریعت

● **مقدمہ نمبر ۱۴/۱۱۰/۳۸ھ** (متدائرہ دارالقضاء چمپانگر بھاگلپور) تفسیرہ بنت محمد حبیب مقام سلیم پور ڈاکخانہ محی الدین پور تھانہ جگدیش پور ضلع بھاگلپور۔ بنام ۔ محمد شفیق عرف ڈاور ولد محمد قمرالدین محلّہ شاہ جنگی کربلا روڈ منصوری ٹولہ ڈاکخانہ وتھانہ حبیب پور ضلع بھاگلپور۔ مدعا علیہ۔ اطلاع بنام مدعا علیہ۔ مقدمہ ہذا میں مدعیہ نے آپ کے خلاف عدالت دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ اصلاح المسلمین چمپانگر بھاگلپور میں غائب ولا پتہ ہونے نان ونفقہ ودیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے۔ لہذا اس اعلان کے ذریعہ آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں آئندہ تاریخ پیشی مورخہ ۳ر صفر المظفر ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۳ر اکتوبر ۲۰۱۷ء روز پیر کو خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹ر بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں واضح رہے کہ عدم حاضری وعدم پیروی کی صورت میں مقدمہ فیصل کیا جاسکتا ہے۔ فقط قاضی شریعت

دعاء مغفرت

انتہائی افسوس کے ساتھ یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ جناب ظفر عالم صاحب لچھمنیاں، جو ضلع سہرسہ کے راجد کے ضلعی صدر اور معروف سماجی کارکن ہیں، ان کی اہلیہ محترمہ جو کہ اس سال حج کے سفر پر گئی تھیں، حج کے ارکان واعمال کے مکمل کر لینے کے بعد مکہ میں ہی اچانک ان کی طبیعت بگڑی اور مکہ مکرمہ میں ہی ان کا انتقال ہوگیا، اناللہ وانا الیہ راجعون، جنازہ کی نماز امام حرم نے پڑھائی اور وہیں جنت المعلیٰ میں تدفین عمل میں آئی ۔ ان کا خاندان سے امارت شرعیہ کا قریبی تعلق ہے، امارت شرعیہ کے تمام ذمہ داران وکارکنان مرحومہ کے لیے مغفرت و بلندی درجات اور پسماندگان کے لیے صبر جمیل کی دعا کرتے ہیں، قارئین نقیب سے بھی دعاء مغفرت کی درخواست ہے۔

اظہار تعزیت

بہت ہی رنج کے ساتھ یہ خبر دی جارہی ہے کہ الحاج عبدالسلام صاحب مقام دیوکنڈہ، ضلع بھاگل پور گذشتہ دنوں نوے سال کی عمر میں وفات پاگئے، اناللہ وانا الیہ راجعون ۔ مرحوم سرکاری ملازمت سے رٹائر ہونے کے بعد دعوت وتبلیغ کے کام سے مربوط تھے، مرحوم انجینئر عرفان غنی ہارون نگر سکٹر ۔۲ کے بڑے بھائی تھے۔ آپ کی وفات پر ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی، مولانا سہیل اختر قاسمی، مولانا مجیب الرحمٰن قاسمی، مفتی محمد یحیٰ غنی سید خواجہ مشرف علی، مولانا راشد العزیزی ندوی، الحاج مولانا محمد نورالزماں امام عیدین، قاری منہاج الدین صاحب وغیرہ نے اظہار تعزیت کیا ہے، اور مرحوم کے لیے مغفرت وبلندی درجات کی دعا کی ہے، قارئین سے بھی دعا مغفرت کی درخواست ہے۔

جلد نمبر 65/55 رشمارہ نمبر 37. پرنٹر پبلیشر سہیل احمد ندوی نے جی ایم آفسیٹ پریس دریاپور پٹنہ 9934188997 میں چھپوا کر ہفتہ وار نقیب امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ ۸۰۱۵۰۵ سے شائع کیا۔

WEEK ENDING 25/09/2017
فون نمبر 2555351,2555014,2555668 فیکس 0612-2555280
E-mail: nazimimaratshariah@gmail.com

قتل کرتے ہیں؛ مگر تیغ نہ خوں کے چھینٹے
اب کے دکھلانے لگے وہ بھی کرامات نئی
(فضیل ناصری)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT-E-SHARIAH
BIHAR ORISSA JHARKHAND
THE NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA 801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-15-17
R.N.I.N.Delhi,Regd No-4136/61

برما اور اسرائیل ایک سکے کے دو رخ

مرکز اطلاعات فلسطین

عبرانی اخبار کے رپوٹر جون براؤن نے ''تشدد کے باوجود اسرائیل کا میانمار کو اسلحہ کی فراہمی کا سلسلہ جاری'' کے عنوان سے رپورٹ میں بتایا ہے کہ پوری دنیا میں برما کی حکومت پر وہاں کی مسلمان اقلیت کے ساتھ غیرانسانی سلوک اور جنگی جرائم کے الزامات کے باوجود اسرائیل میانمار کی حکومت کو اسلحہ فراہم کررہی ہے، اخباری رپورٹ کے مطابق میانمار کی فوج کے جنرل مین اونگ ھیلنگ نے ستمبر 2015ء میں اسرائیل کا دورہ کا ی اور صہیونی محکمہ دفاع کے ساتھ متعدد معاہدے کیے جن میں مہلک ہتھیاروں کی خریداری بھی شامل تھی۔ اخباری رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ ماضی میں بھی اسرائیل برما کی فوجی آمرانہ حکومت کو وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیار مہیا کرتا رہا ہے، خیال رہے کہ 25 اگست کے بعد میانمار کی حکومت نے روہنگیا نسل کے مسلمانوں کے خلاف وحشیانہ کریک ڈاؤن کا سلسلہ شروع کیا ہے، جس میں اب تک سیکڑوں بے گناہ مسلمان شہید اور لاکھوں کی تعداد میں بے گھر ہوگئے ہیں، انسانی حقوق کی سنگین پامالیوں کے باعث امریکا اور اقوام متحدہ نے برما کی حکومت کو اسلحہ کی فراہمی پر پابندیاں عاید کررکھی ہیں، مگر اس کے باوجود اسرائیل وہاں کی سفاک حکومت کو مسلسل اسلحہ فراہم کررہا ہے، یہ اسلحہ وہاں کے مظلوم مسلمانوں کے خلاف بے دریغ استعمال کیا جارہا ہے۔ میانمار میں نہتے روہنگیا مسلمانوں کے وحشیانہ قتل عام میں، نسل کشی اور ان کی املاک و مکانات کو تباہ کرنے کے لیے استعمال ہونے والے ہتھیار اور گولہ بارود کا بڑا ذخیرہ صہیونی ریاست کی طرف سے فراہم کیا گیا تھا۔ میانمار حکومت کی ریاستی دہشت گردی کا یہ سلسلہ آج بھی نہ صرف جاری ہے؛ بلکہ برمی فوج نے معصوم مسلمانوں کے خلاف بربریت کی انتہا کردی ہے۔ برما میں مسلمانوں کے قتل عام کے حوالے سے جتنے اعداد و شمار سامنے آرہے ہیں وہ وہاں پر ہونے والی اصل تباہ کاریوں اور ریاستی دہشت گردی کی اصل تصویر نہیں۔ جب سے میانمار میں مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کرنے کا سلسلہ شروع ہوا تب سے صہیونی ریاست کی جانب سے برما کو اسلحہ اور گولہ و بارود کی فراہمی بھی غیر معمولی حد تک بڑھ گئی ہے۔

اسرائیلی فوج کی مقرب سمجھی جانے والی ویب سائیٹ 'وللا' نے اپنی رپورٹ میں بتایا ہے کہ کچھ ہی عرصہ پیشتر اسرائیل نے برما کے آرمی چیف کو تل ابیب کے سرکاری دورے کی دعوت دی۔ برمی آرمی چیف نے یہ دورہ ایک ایسے وقت میں کیا جب یورپی یونین اور امریکا کی جانب سے میانمار کو اسلحہ کی فراہمی پر پابندیاں عاید ہیں، برما میں انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزیوں کی پاداش میں یورپی اور امریکی پابندیوں کے باوجود صہیونی ریاست میانمار کی حکومت کھلے عام اسلحہ، جنگی ساز و سامان اور مہلک ہتھیار فروخت کرتی رہی ہے۔ رپورٹ کے مطابق اسرائیل کی دفاعی صنعت میں تیار ہونے والی جنگی مصنوعات کے سب سے بڑے خریداروں کی فہرست میں ایک نام برما کا شامل ہے۔ برما کی فوج خاص طور پر اسرائیلی ہتھیاروں کی خریداری میں دلچسپی رکھتی ہے۔ برما کی ملٹری کونسل نے کچھ عرصہ قبل اسرائیل سے جنگی آبدوز 'سپر ڈوورا'3 خرید کی۔ یہ جدید ترین، تیز رفتار اور جدید مواصلاتی آلات سے لیس، مہلک ہتھیاروں کے استعمال میں مشہور ہے۔ اسرائیلی فضائی دفاعی کمپنی IAI کی تیار کردہ یہ آبدوز اب میانمار کے بحری بیڑے کا حصہ بن چکی ہے۔ اسرائیل کے ڈیفنس ایکسپورٹس ڈیپارٹمنٹ کے چیئر مین میچل بن باروکھ نے گذشتہ موسم گرما میں برما کا دورہ کیا۔ اس دورے کے دوران دونوں ملکوں کے درمیان دفاعی تعاون کو مزید فروغ دینے کے کئی معاہدئے کیے گئے۔ اسرائیلی عہدیدار کے ساتھ ہونے والے معاہدوں میں برما کی فوج کو اسلحہ اور اہلکاروں کو جنگی تربیت کی فراہمی بھی شامل تھی۔ ویب پورٹل کے مطابق وزارت دفاع برما کو فروخت کی گئی جنگی مصنوعات کی تفصیل جاری کرنے سے گریزاں رہی ہے۔ اس کی بنیادی وجہ سیکیورٹی، سیاسی اور تزویراتی اسباب بیان کے جاتے ہیں مگر پابندیوں کی زد میں آنے والے ممالک کو اسلحہ کی فروخت پر نظر رکھنے والی تنظیموں نے بار بار یہ معاملہ اٹھایا۔ اسرائیلی وزارت خارجہ سے بھی اس حوالے سے پوچھ تاچھ کی گئی مگر اس کا کوئی ٹھوس جواب نہیں مل سکا۔ اسی ضمن میں اسرائیلی سپریم کورٹ میں حکومت کے خلاف ایک پٹیشن دائر کی گئی جس میں مطالبہ کیا گیا کہ عدالت میانمار کو ٹرکوں پر لاد کر اسلحہ کی فراہمی بند کی جائے۔ عدالت نے اسٹیٹ کنٹرولر کی درخواست سے اتفاق کیا اور حکومتی وکیل ایٹائی ماک کو جواب داخل کرنے کے لیے ایک ماہ کا وقت دیا۔ عدالت نے واضح الفاظ میں کہا کہ حکومت نے میانمار کی ملٹری کونسل کے سربراہ کو دورے کی دعوت دے کر 'تاریخی' غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔ حکومت کو میانمار کے ساتھ جاری فوجی تعاون اور برما کے فوجیوں کی تربیت کا سلسلہ فوری طور پر روک دینا چاہیے۔ جب تک میانمار میں فوجی آمریت کے بجائے جمہوری حکومت کا قیام عمل میں نہیں آتا کسی قسم کا دفاعی معاہدہ نہ کیا جائے۔ مگر اسرائیلی وزارت دفاع نے عدالتی فیصلے کو پاؤں کی ٹھوکر رسید کرتے ہوئے برما کیساتھ ہر طرح کا فوجی اور دفاعی تعاون جاری رکھا ہوا ہے۔

اسرائیل میں دفاعی موضوعات پر معلومات شائع کرنے والی ویب سائیٹ 'سیحا موکومیت' نے 19 جنوری 2017ء کو ایک رپورٹ چھاپی۔ اس رپورٹ میں بتایا گیا کہ TAR یعنی Ideal' Concept' Ltd بڑے فخر کے ساتھ اسرائیل کو Corner''Shot جیسی مہلک بندوقیں اور دیگر قاتل آلات فراہم کررہی ہے۔ یہ سب کچھ ایک ایسے وقت میں جاری و ساری رہا جب دوسری طرف سپریم کورٹ میں یکے بعد دیگر برما کو اسلحہ کی سپلائی روکنے کے مطالبے پر مبنی کئی درخواست دائر کی گئی تھیں اور برما میں مسلمانوں کے بنیادی حقوق کی سنگین پامالیوں کا پوری دنیا میں ہنگامہ برپا تھا۔ خیال رہے کہ Corner'Shot'Gun یعنی 'سی ایس جی' اسرائیل کی اسپیشل فورس 'یمام' بارڈ سیکیورٹی فورسز اور جنگ کی حالت میں شہری پولیس کو کو استعمال کرنے کی اجازت ہے۔ اس جدید بندوق میں کیمرہ اور اسکرین بھی نصب ہوتی ہے جو ہدف کو نشانہ بنانے میں مدد فراہم کرنے ساتھ اس کی تصویر بھی اتار سکتی ہے۔ یہ جدید ترین رائفل اسرائیلی فوج کے لیفٹیننٹ کرنل عاموس گولان کی ایجاد ہے جو انسداد دہشت گردی اسکول کا انچارج بھی رہ چکا ہے۔ اس کے علاوہ ڈوو ڈان یونٹ کا سربراہ اور پہلی تحریک انتفاضہ کے دوران فلسطینی مزاحمت کاروں کے تعاقب کے لیے قائم کردہ یونٹ کا بھی سربراہ رہا ہے۔

عبرانی نیوز ویب پورٹل 'عفوداشحورا' کے مطابق اسرائیل اور برما کے درمیان دوطرفہ دفاعی اور سیاسی تعلقات سنہ 1950ء کے عشرے سے جاری ہیں۔ ارض فلسطین میں اسرائیل کے ناجائز قیام کے کچھ ہی عرصہ بعد برما نے صہیونی ریاست کو تسلیم کرتے ہوئے اس کے ساتھ ہر طرح کے تعلقات استوار کرلیے تھے۔ سنہ 1958ء میں اس وقت کے اسرائیلی آرمی چیف جنرل موشے ڈایان اور شمعون پیریز نے برما کا دورہ کیا جس کے بعد باضابطہ طور پر ینگون اور تل ابیب میں فوجی تعلقات قائم ہوئے۔ دونوں ملکوں میں سیاسی روابط سنہ پچاس کے عشرے کے اوائل میں قائم ہوگئے تھے۔ بعد ازاں فوجی سربراہان کے دوروں نے ان تعلقات کو مزید مستحکم کیا۔ عبرانی نیوز ویب پورٹل کے مطابق اسرائیل نے برما کو Spitire نامی 30 جدید جنگی طیارے فراہم کیے اور ان کے 6 اسرائیلی ہوابازوں کو ان کے اڑانے کی تربیت بھی دی۔ سنہ 1962ء میں برما میں سوشلسٹ پارٹی کے اقتدار میں آنے کے بعد دونوں ملکوں میں تعلقات منطقع ہوگئے مگر سنہ 1988ء میں فوجی انقلاب کے بعد جب یورپی یونین اور امریکا نے برما پر پابندیاں عاید کیں تو صہیونی ریاست نے اس کے ساتھ سفارتی تعلقات بحال کرلیے تھے۔ اگستہ 1989ء میں مشرقی یورپی ملکوں سے دو بحری جہاز برما پہنچے جن پر ٹینک شکن میزائل اور گولہ بارود کی بھاری مقدار لادی گئی تھی۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ اسلحہ اسرائیل نے لبنان جنگ کے دوران غصب کیا تھا۔ اسرائیلی فوج نے لبنان سے انخلاء کے بعد یہ اسلحہ برما کو فروخت کردیا اور مشرقی یورپی ممالک کے راستے اسے ینگون بھیجا گیا۔ سنہ 1991ء میں برما کے ایک سیکیورٹی وفد نے اسرائیل کا سرکاری دورہ کیا۔ اس دورے کے تحفے میں اسرئیل نے برما کو 'عوزی رائفل' نامی 500 بندوقیں مفت میں فراہم کیں۔ سنہ 1990ء کے عشرے میں اسرائیل کے تعاون سے برما نے 'روبی ساعر' نامی بندوق سازی کا ایک کارخانہ قائم کیا۔ یہ بندوقیں اسرائیل کی 'گلیلا 5......56' ملی میٹر سے کافی حد تک مشابہ تھیں۔

اگست سنہ 1997ء کو دنیا بھر میں اسلحہ کی فروخت کی ایک بڑی کمپنی 'البیٹ' نے میانمار فوج کے زیر استعمال 36 جنگی طیاروں کو اپ گریڈ کرنے کا ٹھیکہ حاصل کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ اسرائیلی مملکت کی طرف سے میانمار کو جنگی طیارے، گولے، توپیں، فوجیوں کو عسکری تربیت اور مہارتوں کے تبادلے کا اعلانیہ سلسلہ شروع ہوا، البیٹ دفاعی فرم نے اسرائیلی فوج کے پیرا کی کے سسٹم کو اپ گریڈ کیا۔ رات کو دیکھنے والے آلات مہیا کیے، اسمارٹ بم اور لیزر گائیڈڈ بم فراہم کیے۔ اس کے ساتھ اسرائیلی کے زیر استعمال دیگر 12 جنگی طیارے بھی اپ گریڈ کیے، سنہ 1998ء میں اسرائیلی اور میانمار کی افواج کے درمیان 155 ملی میٹر دھانے والی 16 توپوں کی خریداری کے لیے مذاکرات ہوئے۔ اسرائیل نے میانمار کو 16 جدید ترین توپیں فراہم کیں، اسرائیلی فوج برما کے بحری بیڑے کے تین بیڑوں کی تیاری میں بھی معاون رہا۔ یاد رہے کہ ایک بیڑے کا وزن 1200 ٹن تک جا پہنچا تھا۔ اسرائیلی فوج نے میانمار کی فوج کے جنگی بیڑوں کو 76 ملی میٹر دھانے والی توپوں کے ساتھ جدید ترین ٹیکنالوجی مہیا کی۔ یہ ٹیکنالوجی اسرائیل کئی سال سے 'ریشف' نامی بحری جنگی جہازوں میں استعمال کرتا رہا ہے۔ سنہ 2006ء میں برما کی فوج نے ایک رپورٹ جاری کی جس میں اپنے دفاعی آلات اور اسلحے کی تفصیلات بیان کی گئی تھیں۔ (بقیہ صفحہ ۶ پر)

نقیب قیمت فی شمارہ -/6 روپے ششماہی -/200 روپے سالانہ -/300 روپے